ہدایت کیا ہے اور کہاں سے دستیاب ہے؟

انسان کا عام فہم ادراک ہے کہ تخلیق مقصد کے زیر اثر ہوتی ہے اور تخلیق سے پہلے ارادہ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ

''اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا'' اس تخلیق کا مقصد کیا ہے؟

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ

''تاکہ تمہیں آزمائے (ظاہر کرے) کہ تم میں کون عمدہ عمل کرتا ہے'' (حوالہ سورۃ ھود۔۷)

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى ٱلْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾ (الکھف۔۷)

''ہم نے زمین پر جو کچھ بھی ہے اسے اس کی زینت (اس مقصد سے) بنایا ہے تاکہ انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون عمدہ عمل کرتا ہے''

ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ

''اللہ نے موت (مادہ) اور حیات کو تخلیق کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمدہ عمل کرتا ہے'' (حوالہ الملک آیت ۲)

حیات کو موت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حیات کو شئے (مادے) سے وجود دیتا ہے۔ مادے (matter) کو پہلے تخلیق کیا گیا اس لئے کہ اپنے آپ میں مقصود نہیں بلکہ ایک ذریعہ، سبب ہے۔ وہ اپنے لئے نہیں کسی کیلئے ہے اور وہ ہے انسان جسے غَيْرِ شَيْءٍ سے تخلیق نہیں کیا گیا موت وحیات اور کائنات کی تخلیق کا مقصد یہ دیکھنا اور ظاہر کرنا ہے کہ ہم میں سے أَحْسَنُ عَمَلًا عمدہ عمل کون کرتا ہے۔

لِيَبْلُوَكُمْ کا مادہ ''ب ل و'' ہے اور جناب راغب نے کہا ہے کہ اس کے دو معنی ہیں، اول کسی کا حال معلوم کرنا یعنی اس کے متعلق جو باتیں معلوم نہ ہوں انہیں معلوم کرنا اور دوم کسی چیز کی اصلی حالت کو ظاہر کرنا۔ پنہاں حقیقت، اصلیت کو طشت از بام کر دینا۔ یہ معنی اور مفہوم سورۃ الطارق کی آیت ۹ سے واضح ہیں يَوْمَ تُبْلَى ٱلسَّرَآئِرُ ﴿٩﴾ ''جس دن تمام چھپی ہوئی باتیں (بھید) ظاہر ہو جائیں گی''۔ لیکن اللہ رب العزت سے کوئی شئے مخفی نہیں۔ اس کا علم ماضی، حال اور مستقبل کے ظاہر اور پنہاں پر محیط ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے جب یہ لفظ استعمال ہو تو اس کے معنی صرف اصلی حالت کو ظاہر کرنا مراد ہوں گے۔ جب مقصود کسی کی حالت کو ظاہر کرنا ہو تو وہ اس کی آزمائش اور امتحان کہلاتا ہے۔ تخلیق کائنات کا مقصد جن وانس کا امتحان ہے۔ یہ مقصد اس بات کا متقاضی ہے کہ آزمائے جانے والوں کی حیثیت خود مختار ہو۔ یہ امتحان راہ عمل اختیار کرنے کی آزادی کا طلبگار ہے۔ جبر اس مقصد کی نفی کے مترادف ہے۔ جو کوئی اختیار و ارادہ کا مالک نہیں قابلِ مؤاخذہ قرار پا ہی نہیں سکتا۔

تخلیق مقصد کے زیر اثر ہوتی ہے۔ اور تخلیق کردہ شئے سے وہ مقصد حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس شئے میں اس بات کی تکمیل کیلئے ضروری ''ہدایت'' موجود ہو۔ یہ عام فہم بات ہے کہ جب بھی کسی شئے کو ہم تخلیق کرتے ہیں، اسے وجود دیتے ہیں تو اس کے تمام اجزاء، پرزوں کیلئے ہدایت نامہ مرتب کرتے ہیں جس کے تحت انہوں نے وہ کام سرانجام دینا ہوتا ہے جس مقصد کیلئے انہیں تخلیق کیا

قَالَ رَبُّنَا ٱلَّذِىٓ أَعۡطَىٰ كُلَّ شَىۡءٍ خَلۡقَهُۥ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾

''موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شئے کو وجود دیا، بعد ازاں اسے ہدایت دی'' (طٰہٰ۔۵۰)

یہ بھی عام فہم بات ہے کہ جس کسی شئے کو ہم تخلیق کرتے ہیں اسے آزادی (independence) کی ''نعمت'' نہیں دیتے تخلیق کردہ شئے ''آزاد'' ہو ہی نہیں سکتی۔ تخلیق کردہ شئے تو تقدیر یعنی پیمانوں اور مرتب کردہ ہدایت میں مقید ہوتی ہے۔ اگر کسی شئے کا خالق یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اپنی تخلیق کردہ شئے کو ''آزادی'' دی ہے کہ اس شئے کا جو جی چاہے کرے تو یہ خالق کی تعریف اور وصف نہیں بلکہ درحقیقت اس کی اپنی ذات کی نفی ہے۔ یہ تو اس شئے کے تخلیق کردہ ہونے کی بھی نفی ہے کیونکہ تخلیق ارادے اور مقصد کے تابع ہے۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ اگر اپنی تخلیق کردہ شئے کی صلاحیت کی ہم آزمائش کرنا چاہتے ہیں تو اسے حریت (freedom) عطا کر سکتے ہیں کہ وہ دیئے گئے آپشنز (options) میں سے کسی ایک کو پسند کر کے اس پر کاربند ہو جائے۔ لیکن تخلیق کردہ شئے کو اتنی 'آزادی' بھی حاصل نہیں ہوتی کہ آپشنز (options) کو اپنے لئے خود متعین کر لے چہ جائکہ اپنے پسند کئے ہوئے طریقے / آپشن (option) کے نتیجے / انجام کو اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق کر سکے۔ کیا انسان اس قدر ضد کر سکتا ہے کہ اس حقیقت کو جھٹلا دے کہ وہ تخلیق کردہ ہے

ٱلَّذِىٓ أَحۡسَنَ كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقَهُۥ‌ۖ وَبَدَأَ خَلۡقَ ٱلۡإِنسَـٰنِ مِن طِينٍ ﴿٧﴾

''جس نے تمام کی تمام اشیاء (مادہ) کو احسن انداز میں تخلیق کیا۔ اور انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے کی''۔ (السجدہ۔۳۲)

أَمۡ خُلِقُواْ مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ

''یا کیا وہ شئے کے غیر میں سے تخلیق ہو گئے ہیں؟

أَمۡ هُمُ ٱلۡخَـٰلِقُونَ ۝

یا کیا وہ اپنے آپ کو خود ہی تخلیق کرنے والے ہیں؟'' (سورۃ الطور۔۳۵)

میرا یہ گمان تھا کہ اس قدر عیاں حقیقت سے کسی انسان کو انکار نہیں ہوگا۔ لیکن قرآن مجید نے میرے اس گمان کو بھی غلط قرار دے کر خوف کی ایک لہر دوڑا دی کہ گمان آخر گمان ہے جس کی کسی بھی معاملے میں کوئی وقعت اور اہمیت نہیں۔ حقیقت عیاں کا انکار کرنے والے بھی ہیں

نَحۡنُ خَلَقۡنَٰكُمۡ فَلَوۡلَا تُصَدِّقُونَ ﴿٥٧﴾

''یہ ہم ہیں جس نے تمہیں تخلیق کیا۔ پھر تم یہ حقیقت کیوں تسلیم نہیں کرتے؟

أَفَرَءَيۡتُم مَّا تُمۡنُونَ ﴿٥٨﴾

کیا تم اسے دیکھتے ہو(غور کرتے ہو؟) جو تم ٹپکاتے ہو؟

ءَأَنتُمۡ تَخۡلُقُونَهُۥٓ أَمۡ نَحۡنُ ٱلۡخَٰلِقُونَ ﴿٥٩﴾

''(بتاؤ) کیا تم اسے بناتے ہو یا ہم اسے بناتے ہیں؟'' (الواقعة ۵۷۔۵۹)۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق کیا۔ مقصود اس کی آزمائش ہے۔ آزمائش کیلئے تخلیق کردہ شئے کو حریت (freedom) دینا ضروری اور دائرہ اختیار، آپشنز (options) کے متعلق ادراک کی صلاحیت اور ہدایت دینا لازم ہے۔

إِنَّا خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ مِن نُّطۡفَةٍ أَمۡشَاجٖ نَّبۡتَلِيهِ

''ہم نے انسان کو دوسری چیزوں سے باہم گرملے ہوئے نطفے سے تخلیق کیا۔ ہم اسے آزماتے ہیں

فَجَعَلۡنَٰهُ سَمِيعَۢا بَصِيرًا ۝

اس لئے اسے سننے والا، دیکھنے والا بنایا ہے۔

إِنَّا هَدَيۡنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرٗا وَإِمَّا كَفُورًا ﴿٣﴾

ہم نے اسے ہدایت دے دی ہے۔ اب چاہے تو شکر گزار ہو اور چاہے تو ناشکرا بنے'' (الدھر۔۲۔۳)

سَبِّحِ ٱسۡمَ رَبِّكَ ٱلۡأَعۡلَى ﴿١﴾

''تسبیح کرو اپنے عالی مرتبہ رب کے نام کی۔

ٱلَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٢﴾

''جس نے تخلیق کیا پھر سنوارا، درست کیا۔

وَٱلَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ﴿٣﴾

اور جس نے اندازہ ٹھہرایا، پیمانوں میں کیا، اس لئے ہدایت دی'' (الاعلیٰ۔۱۔۳)

تخلیق کردہ جس کسی شئے کو حریت (freedom) دی جائے تو اس کا مفہوم اُس شئے کو یہ اختیار دینا ہے کہ دو میں سے کسی کا انتخاب کرلے

أَلَمۡ نَجۡعَل لَّهُۥ عَيۡنَيۡنِ ﴿٨﴾

''کیا ہم نے اس کیلئے دو آنکھیں نہیں بنائیں؟

وَلِسَانٗا وَشَفَتَيۡنِ ﴿٩﴾

اور زبان اور دو ہونٹ

وَهَدَيۡنَٰهُ ٱلنَّجۡدَيۡنِ ﴿١٠﴾

اور اسے دو راہیں دکھا نہیں دیں؟'' (البلد ۸۔۱۰)

کسی بھی تخلیق کردہ شئے کو چاہے پیمانوں، تقدیر میں مقید کر کے وجود دیا گیا ہو یا اسے حریت (freedom) بھی عطا کی گئی ہو دونوں صورتوں میں اس شئے کو ہدایت دینا صرف اور صرف خالق کا استحقاق اور ذمہ داری ہے

إِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدَىٰ ﴿١٢﴾

''یقیناً راہ دکھانا، ہدایت بتانا ہمارے ذمہ ہے

وَإِنَّ لَنَا لَلۡأٓخِرَةَ وَٱلۡأُولَىٰ ﴿١٣﴾

اور یقیناً آخر و اول ہمارے اختیار میں ہیں۔

فَأَنذَرۡتُكُمۡ نَارٗا تَلَظَّىٰ ﴿١٤﴾

اس لئے میں نے تمہیں بھڑکتی آگ سے خبردار کر دیا ہے۔

لَا يَصۡلَىٰهَآ إِلَّا ٱلۡأَشۡقَى ﴿١٥﴾ ٱلَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٦﴾

اس میں صرف وہ بڑا بدبخت جا ملے گا جس نے ہدایت کو جھٹلایا اور منہ موڑ لیا'' (سورۃ الیل۔۱۲۔۱۶)

أَحۡسَنُ عَمَلٗا میں **أَحۡسَنُ** کا مادہ ''ح س ن'' ہے اور اس کے معنی اعضاء کا صحیح صحیح تناسب اور توازن میں ہونا۔ اور عرف عام میں نگاہوں کو بھلی معلوم ہونے والی چیزوں کو حسین کہا جاتا ہے۔ لہٰذا حُسن کے معنی تناسب و توازن کا قائم رہنا ہیں۔ اور **عَمَلٗا** کا مادہ ''ع م ل'' ہے جس کے معنی کام کاج ہیں۔ عمل اس کام کو کہتے ہیں جو فکر و تدبر اور علم و ارادہ کے ساتھ سرزد ہو۔ ''عمل'' درحقیقت علم کی مقلوب شکل ہے۔ قرآنِ مجید کا اندازِ بیان اور الفاظ کے چناؤ میں خوبصورتی، لطافت، نفاست، باریکی اور گہرائی اس قدر ہے کہ مجھ جیسے کم فہم سطح اور اہلِ علم و فکر کی طرح بیان کی قدرت اور صلاحیت سے عاری ہونے کی بناء پر بعض باتوں کو قاری تک پہنچانے پر مجھے عبور نہیں اس

لئے ان نکات کی گہرائی میں جانے کیلئے آپ خود غور وفکر اور تدبر فرمائیں۔ مقصودِ تخلیق یہ ہے کہ جن وانس میں سے کس کا عَمَلًا عمدہ، متناسب ہے۔ ''عمل'' ہمیشہ دانستہ ہوتا ہے کیونکہ یہ سرزد نہیں ہوسکتا جب تک اس کے متعلق ''علم'' یاداشتوں (Memory) میں محفوظ نہ ہو۔ یاداشت میں سے اس ''علم'' کو نکال (retrieve, decode) کر حرکت، قالب میں ڈھالنے کو ''عمل'' کہتے ہیں۔ جن وانس کے امتحان کیلئے لفظ ''فعل'' استعمال نہیں فرمایا کیونکہ قرآنِ مجید کے مطابق جنات سے جو بھی امر سرزد ہوتا ہے وہ ''فعل'' نہیں کہلاتا بلکہ ''عمل'' کہلاتا ہے اور انسان سے ''فعل'' بغیر ارادے کے بھی سرزد ہوسکتا ہے۔ لہٰذا احسن عمل کیلئے لاینفک شرط علم ہے جس کے حصول کا ذریعہ سماعتیں، بصارتیں اور دل ودماغ ہیں۔ اور عمل زندگی کا مظہر ہے۔

آسمانوں اور زمین پر مشتمل ہماری کائنات کی تخلیق کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ جن وانس میں سے کون أَحْسَنُ عَمَلًا عمدہ عمل پر کاربند ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ متعین کیسے ہوگا کہ أَحْسَنُ عَمَلًا کے احاطے میں کیا شامل ہے اور کونسی باتیں اس سے باہر اور متضاد تصور ہوں گی؟ انسان کو زمین پر پورے اعزاز، تکریم کے ساتھ بھیجتے وقت یہ نصیحت کی گئی تھی:

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

''پھر جب تمہیں میری طرف سے ہدایت آئے تو جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی انہیں نہ خوف ہوگا اور نہ غم'' (حوالہ البقرۃ ۳۸)

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ

''تاہم تمہیں میری طرف سے ہدایت آئے گی تو پھر جس نے

میری ہدایت کی اتباع (پیروی) کی وہ نہ بھٹکے (گمراہ) گا اور نہ (دنیا اور آخرت میں) مشقت میں پڑے گا'' (حوالہ طٰہٰ۔۱۲۳)

اس نصیحت سے غیر مبہم انداز میں واضح ہے کہ أَحْسَنُ عَمَلًا کا پیمانہ صرف اور صرف وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے هُدَايَ ''میری ہدایت'' کہا۔ کسی بھی بات کی حقیقت اور وقعت اس کے نتیجے سے عیاں ہوتی ہے۔ تخلیق کا مقصود یہ دیکھنا ہے کہ أَحْسَنُ عَمَلًا عمدہ عمل کس کا ہے اور أَحْسَنُ عَمَلًا صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نصیحت کے مطابق هُدَايَ ''میری ہدایت'' کی پیروی میں کیا گیا

ہمارے لئے یہ بہت سادہ اور واضح بات ہے کیونکہ ہمیں تو اس امتحان کے فیصلے والے دن کے حالات وواقعات اور نتائج کی بھی خبر دے دی گئی ہے۔ ہم انسانوں سے پوچھا جائے گا

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِي

(فیصلے کی ساعت آنے پر پوچھا جائے گا کہ کیا تمہیں بتایا نہیں گیا تھا کہ) ''اے بنی آدم! تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آئیں گے جو تمہارے سامنے میری آیتیں سنائیں گے'' (حوالہ الاعراف۔۳۵)۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس دن سب کو جمع کرے گا تو لوگوں سے سوال کیا جائے گا:

يَـٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ ءَايَـٰتِى

''اے جن وانس کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے جو تمہیں میری آیتیں سناتے تھے

وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَـٰذَا

اور تمہیں اس دن کا سامنا کرنے کیلئے خبردار کرتے تھے؟'' (حوالہ الانعام-۱۳۰)

اور دوزخ کے محافظ کہیں گے

أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ

''کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے

يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ ءَايَـٰتِ رَبِّكُمْ

جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں سناتے تھے'' (حوالہ الزمر-۷۱)

دنیا میں نہ جانے کس کس کی باتیں ہم سنتے ہیں جس کیلئے مجالس اور اجتماعوں میں بھی جاتے ہیں اور نہ جانے کتنوں کی بات کو معتبر مانتے ہیں لیکن ہم نے روز قیامت کا منظر دیکھ لیا کہ سوال صرف اور صرف ءَايَـٰتِى اور ءَايَـٰتِ رَبِّكُمْ یعنی ''میری آیتیں'' اور ''تمہارے رب کی آیتیں'' سننے کے بارے میں کیا گیا ہے۔ هُدَاىَ ''میری ہدایت'' سے باہر کوئی بھی بات، کسی کی بھی پیروی اور نقل، اور کوئی بھی عمل چاہے کسی کی نگاہوں میں کتنا ہی 'اعلیٰ'، 'پوتر'، 'نیک' ہو وہ محض اس کا گمان اور ظن ہے جس کی حقیقت اور وقعت کچھ بھی نہیں کیونکہ نتیجے، فیصلے والے دن ان کی کوئی اہمیت اور وقعت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجتے وقت اپنی ہدایت بھیجنے کے وعدے کو یوں پورا فرمایا:

فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ

''اس لئے نبیوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے کیلئے مبعوث فرمایا اور ان تمام کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی'' (البقرۃ ۲۱۳)

مَعَهُمُ (ان تمام کے ساتھ) سے واضح ہے کہ کوئی ایک نبی بھی ایسے نہیں جن کے ساتھ کتاب نازل نہ ہوئی ہو۔ تمام کے تمام نبیوں کے ساتھ کتاب نازل ہوئی۔ نبی اور رسول میں فرق نہیں ہوتا کیونکہ اللہ نے بتایا

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِٱلْبَيِّنَـٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ

''ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیاں دے کر بھیجا اور ہم نے ان سب کے ساتھ کتاب نازل فرمائی'' (حوالہ الحدید-۲۵)

اللہ نے نبیوں کومبعوث فرمایا۔ حیثیت، مقصد بتایا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ اور رسولوں کی حیثیت اور مقصد یہی تھا۔ فرمایا

وَمَا نُرْسِلُ ٱلْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

''اور ہم نے رسولوں کونہیں بھیجا سوائے مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کے طور پر'' (حوالہ الانعام۔۴۸، الکہف۔۵۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو زمان ومکان میں اپنی آیات یعنی کتاب کے ساتھ انسان کو خوشخبری اور خبردار کرنے کیلئے بھیجا۔ اور انسان سے کیا ہوا وعدہ نبھا دیا:

رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ

''یہ تمام رسول خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابل کوئی حجت، بہانہ نہ رہے (کہ ہمارے پاس تو کوئی خبردار کرنے والا ہی نہیں آیا)'' (حوالہ النساء۔۱۶۵)

خوشخبری اور خبردار کرنے کا تعلق مستقبل کے انجام کے حوالے سے ہوتا ہے۔

ذَٰلِكَ أَن لَّمْ يَكُن رَّبُّكَ مُهْلِكَ ٱلْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَٰفِلُونَ ﴿١٣١﴾ (الانعام ۱۳۱)

''یہ (رسولوں کا بھیجنا) اس لئے تھا کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا جب وہاں کے رہنے والے بے خبر، غافل ہوں''

خبردار کرنے کے معنی، مفہوم یہ ہے کہ غافل کو اس کی حالت غفلت سے بیدار کر کے محتاط اور چوکنا کیا جائے مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کے ساتھ کتاب نازل فرمائی۔ اور آخر میں آقائے نامدار ﷺ کو تمام انسانوں کیلئے مبعوث فرمایا اور ان کے ساتھ قرآنِ مجید نازل فرمایا:

وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ مُبَارَكٌ فَٱتَّبِعُوهُ وَٱتَّقُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ أَن تَقُولُوٓا۟ إِنَّمَآ أُنزِلَ ٱلْكِتَٰبُ عَلَىٰ طَآئِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَٰفِلِينَ ﴿١٥٦﴾

''اور یہ کتاب قرآنِ مجید جسے ثبات ہے ہم نے نازل کیا ہے۔ اس لئے اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے یہ اس لئے کہ تم یہ نہ کہو کہ ''کتاب تو نازل کی گئی تھی ہمارے سے قبل دو گروہوں (بنی اسرائیل اور نصاریٰ) پر اور ہم ان لوگوں کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر، غافل تھے'' (الانعام۔۱۵۵۔۱۵۶)

أَوْ تَقُولُوا۟ لَوْ أَنَّآ أُنزِلَ عَلَيْنَا ٱلْكِتَٰبُ لَكُنَّآ أَهْدَىٰ مِنْهُمْ

''یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی تو ہم ان سے زیادہ راہ راست پر ہوتے'' (حوالہ الانعام۔۱۵۷)

وَأَقْسَمُواْ بِٱللَّهِ جَهْدَ أَيْمَـٰنِهِمْ لَئِن جَآءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى ٱلْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾

''اور وہ اللہ کی بڑے زور سے قسمیں کھاتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی خبر دار کرنے والا آیا تو وہ ہر ایک امت، نسل سے زیادہ ہدایت پانے والے ہوں گے۔ مگر جب ان کے پاس ایک خبر دار کرنے والا آ گیا تو اس نے ان میں ہدایت سے دور ہونا بڑھایا'' (فاطر۔۴۲)

تَنزِيلَ ٱلْعَزِيزِ ٱلرَّحِيمِ ﴿٥﴾ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أُنذِرَ ءَابَآؤُهُمْ فَهُمْ غَـٰفِلُونَ ﴿٦﴾

یہ قرآنِ مجید غالب اور رحم کرنے والے کا نازل کیا ہوا ہے تاکہ آپ (ﷺ) اس قوم کو خبر دار کریں جن کے باپ دادا کو خبر دار نہیں کیا گیا اس لئے وہ غافل ہیں'' (یٰس۔۶)

آقائے نامدار ﷺ کے مبعوث فرمانے اور قرآنِ مجید کے نزول سے لوگوں کیلئے اس بہانے کا احتمال بھی ختم ہو گیا

وَلَوْ أَنَّآ أَهْلَكْنَـٰهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِۦ

''لیکن اگر ہم انہیں اس سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے''۔ تو پھر واویلا یوں کرتے

لَقَالُواْ رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا

''تو وہ ضرور کہتے ''ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا

فَنَتَّبِعَ ءَايَـٰتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ

جس کے سبب ہم تیری (کتاب کی) آیتوں پر چلتے اس سے قبل کہ ہم ذلیل ورسوا ہوتے'' (طٰہٰ۔۱۳۴)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بھیجتے وقت بتایا تھا کہ اس کی جانب سے جب ہدایت آئے تو جن لوگوں نے ''میری ہدایت'' کی پیروی کی تو انہیں اس کے نتیجے میں پھل یہ ملے گا کہ انہیں خوف اور غم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا تھا کہ ''میری ہدایت'' کتاب میں آیات کی صورت آئے گی

وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِـَٔايَـٰتِنَآ أُوْلَـٰٓئِكَ أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ ۖ

''اور جن لوگوں نے انکار کر دیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلا دیا وہی آگ کے ساتھی ہوں گے'' (حوالہ البقرۃ۔۳۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان کو نبھایا اور مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کے ذریعے اپنی آیات کو لوگوں کیلئے بھیجا تاکہ ان کے پاس غفلت میں رہنے کا بہانہ اور جواز نہ رہے اور یہ کہنے کا موقعہ بھی نہ رہے کہ اگر ہماری طرف رسول آیا ہوتا تو ہم آیتوں (کتاب) کی اتباع کر کے ذلت ورسوائی سے بچ جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں **مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ** کو مبعوث فرمایا اور **هُدَایَ** ''میری ہدایت'' کو اپنی آیات (کتاب) کے ذریعے بھیجا۔ کیا **هُدَایَ** ''میری ہدایت'' کے علاوہ بھی کوئی بات ''ہدایت'' کا مقام اور درجہ پا سکتی ہے؟ آقائے نامدار خاتم النبیین رسولِ کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اس نکتے کی وضاحت یوں فرمائی ہے

قُلْ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ

''آپ (ﷺ) فرمائیں ''یقیناً اللہ کی ہدایت ہی بس ہدایت ہے'' (حوالہ البقرۃ ۱۲۰، الانعام ۔۷۱)

کوئی یہ گمان نہ کر بیٹھے کہ اس کے علاوہ بھی کچھ 'ہدایت' کا درجہ پا سکتی ہے آقائے نامدار ﷺ سے الفاظ کی ترتیب بدل کر یہ فرمانے کیلئے کہا

قُلْ إِنَّ ٱلْهُدَىٰ هُدَى ٱللَّهِ

''یقیناً ہدایت وہ ہے جو اللہ کی ہدایت ہے'' (حوالہ آلِ عمران آیت ۷۳)۔ اور پوچھا

فَهَلْ عَلَى ٱلرُّسُلِ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ ۝

''تو کیا رسولوں پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے علاوہ بھی کوئی ذمہ داری ہے؟'' (حوالہ النحل ۔۳۵)

هُدَایَ ، **هُدًى** کا مادہ ''ھ د ی'' ہے اور اس کے بنیادی معنی نمایاں اور روشن ہونا، آگے آگے ہونا اور دوسروں کے آگے آگے چلنا ہیں۔ چنانچہ دن کو روشن ہونے کی وجہ سے **هُدًى** کہا جاتا ہے۔ اور ھادِیَۃ اس ابھری ہوئی چٹان کو کہتے ہیں جو پانی میں دور سے نظر آ جائے (تاج و محیط) کعبہ معظّمہ **هُدًى لِّلْعَـٰلَمِينَ** ہے۔ مبہم مفروضہ اور بات ' **هُدًى** ' کا درجہ نہیں پا سکتی جسے سمجھنے اور نتیجہ اخذ کرنے کیلئے ظن، گمان اور قیاس سے اندازہ لگانا پڑے۔ اور اسی طرح کسی بھی بات، پہچان اور شناخت کو ' **هُدًى** '' نہیں کہا جا سکتا جسے گمان اور ظن سے پہچان اور شناخت کرنے کیلئے چند دوسرے لوگوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی راستہ بتانے کیلئے آگے بڑھ جانا ہیں۔ **هَدَى** کے معنی ہیں راستہ کو پہنچوا دینا، واضح کرنا، راہنمائی کرنا۔ **هُدًى** کے معنی راہنمائی کی بجائے رہنما بھی ہوتے ہیں جیسے قرآنِ مجید کے بارے میں کہا **هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ** ''متقین کیلئے ہادی، راہنما ہے''۔

''ہدایت'' اس بات کو کہتے ہیں جو واضح، روشن، نمایاں، کھلی ہوئی، غیر مبہم، ابھری ہوئی ہو کہ راہنمائی کرے، راستہ دکھائے۔

آئمہ لغت کا ادب اس بات میں مانع نہیں کہ ان کے بتائے ہوئے معانی اور مفہوم کی ایک بار قرآنِ مجید سے تصدیق خود بھی کر لی جائے۔

وَهُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلنُّجُومَ لِتَهْتَدُوا۟ بِهَا فِى ظُلُمَـٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ

''اور اس اللہ نے تمہارے لئے ستارے مقرر کئے تاکہ تم ان سے خشکی اور سمندر میں اندھیروں میں راہ پاؤ'' (حوالہ الانعام ۔۹۷)

وَبِٱلنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ٥

”اور (بے نشان مقامات، صحراؤں اور سمندروں میں) ایک ستارے سے وہ رہنمائی پاتے ہیں“ (حوالہ النحل۔١٦)

ستارے روشن ہوتے ہیں اور انسان کو زمانہ قدیم سے اُن سے سمتوں، راستوں کا تعین کرنے کے متعلق علم ہے۔ راستوں اور سمتوں کا تعین کرنے کیلئے ستاروں کیلئے واحد اور جمع یعنی نجم اور نجوم دونوں صیغے استعمال فرمائے ہیں۔ سمت کا تعین ایک ستارے سے ہوتا ہے لیکن اس ستارے کی نشاندہی (pointation) کیلئے سات ستارے (Pointers) مدد کرتے ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ نارتھ سٹار (North Star or Polestar) یعنی قطب ستارا ایک ہے لیکن ایسا ہے نہیں۔ آج کل یہ **Polaris** ہے لیکن سن عیسوی **7500** میں ایک دوسرا ستارا اس کی جگہ قطب ہوگا اور سن عیسوی **15000** ایک دوسرا ستارا اس کی جگہ لے گا اور اس کے **9000** سال بعد آج کا قطب ستارا **Polaris** پھر قطب ستارا بن جائے گا۔ سبحان اللہ! قرآنِ مجید لازوال تفسیر حقیقت ہے۔ انسائکلو پیڈیا اینکارٹا سے بشکریہ ایک اقتباس:

North Star or Polestar, conspicuous star in the northern hemisphere, located closest to the point toward which the axis of the earth is directed, thus roughly marking the location of the north celestial pole. A polestar has been used by navigators throughout recorded history for charting navigation routes and is still used for determining true azimuth and astronomic latitude. The positions of the celestial poles change as the earth's axis moves with the earth's precessional motion, and as the north celestial pole assumes different positions relative to the constellations, different stars become the North Star.

Big Dipper, common name applied to a conspicuous constellation in the northern celestial hemisphere, near the North Pole. It was known to the ancient Greeks as the Bear and the Wagon and to the Romans as Ursa Major (the Great Bear) and Septentriones (Seven Plowing Oxen). The seven brightest stars of the constellation form the easily identified outline of a giant dipper. In Europe, the pattern is known as the Plow, Charles's (Charlemagne's) Wain, and the Wagon; among the Hindus, it represents the seven rishis, or holy ancient sages. Of the seven stars constituting the Big Dipper, six are of the second magnitude and one is of the third magnitude. Two of the second-magnitude stars, alpha (a) and beta (ß) Ursa Major, which form the outer edge of the bowl, point directly to the North Star, or Polaris, and hence are called the Pointers. Microsoft ® Encarta ® 2006.

الحمد للہ۔ ''ہدایت'' کے آئمہ لغت کے بتائے ہوئے معنی اور مفہوم کی تصدیق کیلئے قرآنِ مجید سے رہنمائی لینے کی کوشش کی تو ایک نیا نکتہ اور وضاحت مل گئی۔ ''ہدایت'' ظُلُمٰتِ یعنی اندھیروں سے نکلنے کا نام ہے اور ''ہدایت'' کیلئے ایک روشن، چمکتے ہوئے، ثبات کے حامل ذریعے، واسطے کی ضرورت ہے۔ زمان میں ''رہنما ستارا'' بدلتا رہا لیکن ''رہنما ستارے'' کا مقام نہیں بدلا، وہ ثبات کا حامل ہے۔

''ہدایت'' راستے کو پانے کا نام ہے۔ **هُدَایَ** ''میری ہدایت'' کا مدعا و مقصد کیا ہے؟

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾

''(ہمارے رب!) ہمیں سیدھے راستے کی راہنمائی، ہدایت عطا فرما'' (سورۃ الفاتحہ۔٦)۔

صراط مستقیم، سیدھے راستے کی نشاندہی **هُدًى**، ہدایت ہے۔ یہی اس کے معنی اور یہی مدعا و مقصود ہے۔ منزل پر پہنچنے کیلئے سیدھے راستے کا معلوم ہونا بنیادی ضرورت ہے۔ منزل سلامتی کا مقام ہوتا ہے اور اس تک پہنچنے کے راستے کا علم سلامتی کا احساس پیدا کرتا ہے۔

ابلیس نے انسانوں کو بہکانے کی خواہش اور مصمم ارادے کا اظہار کرتے ہوئے اعتراف کیا تھا کہ ''میں سب کو بہکاؤں گا

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾

''سوائے ان میں تیرے مخلص بندوں کے'' (من وعن ایک جیسے الفاظ الحجر۔٤٠ اور صٓ۔٨٣)

قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾

''اللہ رب العزت نے فرمایا ''یہ ہے راستہ مجھ تک (پہنچنے کا) سیدھا'' (الحجر۔٤١)۔

مخلص بندہ بننا وہ سیدھا راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچا دے گا۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ یہ ہدایت ہے۔ اس کو طلب کیا تو جواب یہ پایا

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾

''یہ ہے وہ کتاب جس میں ریب کوئی نہیں۔ یہ کتابِ لاریب ہادی اور راہنما ہے متقین کیلئے'' (البقرۃ۔٢)

قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ

''جو کوئی جبرائیل سے دشمنی اس لئے رکھتا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس نے (قرآنِ مجید) آپ (ﷺ) کے قلب (مبارک) پر وقتاً فوقتاً نازل کیا ہے۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ٥

جو اس کی جو اس سے قبل (سامنے) ہے تصدیق کرتا ہے اور مومنوں کے لئے راہنما اور بشارت ہے'' (حوالہ البقرۃ۔٩٧)

شَهۡرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلۡقُرۡءَانُ

''رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآنِ (مجید) نازل فرمایا

هُدٗى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٖ مِّنَ ٱلۡهُدَىٰ وَٱلۡفُرۡقَانِۚ

لوگوں کیلئے رہنما، اور ہدایت میں سے روشن اور واضح حقیقتیں، اور کسوٹی'' (حوالہ البقرۃ۔۱۸۵)

هَٰذَا بَيَانٞ لِّلنَّاسِ وَهُدٗى وَمَوۡعِظَةٞ لِّلۡمُتَّقِينَ ﴿١٣٨﴾

''یہ (قرآنِ مجید) لوگوں کے لئے حقیقت عیاں کرنے والی ایک وضاحت ہے، اور ہدایت ہے اور متقین کیلئے نصیحت'' (آلِ عمران ۱۳۸)

أَوۡ تَقُولُواْ لَوۡ أَنَّآ أُنزِلَ عَلَيۡنَا ٱلۡكِتَٰبُ لَكُنَّآ أَهۡدَىٰ مِنۡهُمۡۚ

''یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت پر ہوتے

فَقَدۡ جَآءَكُم بَيِّنَةٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٞۚ

سو اب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح کتاب یعنی ہدایت اور رحمت آ گئی ہے'' (حوالہ الانعام۔۱۵۷)

وَلَقَدۡ جِئۡنَٰهُم بِكِتَٰبٖ فَصَّلۡنَٰهُ عَلَىٰ عِلۡمٍ هُدٗى وَرَحۡمَةٗ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ﴿٥٢﴾

''اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے ہیں جسے ہم نے علم کی رو سے کھول کر بیان کر دیا ہے

جو ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والے لوگوں کیلئے'' (الاعراف۔۵۲)

طسٓۚ تِلۡكَ ءَايَٰتُ ٱلۡقُرۡءَانِ وَكِتَابٖ مُّبِينٍ ﴿١﴾ هُدٗى وَبُشۡرَىٰ لِلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿٢﴾

''طسٓ ، یہ قرآن (مجید) اور کتاب مبین کی آیات ہیں۔ رہنما اور ایمان لانے والوں کیلئے خوشخبری'' (النمل۔۱۔۲)

إِنَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ أَكۡثَرَ ٱلَّذِي هُمۡ فِيهِ يَخۡتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾

یہ قرآن (مجید) بنی اسرائیل کے سامنے ان باتوں میں سے اکثر کو بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

وَإِنَّهُۥ لَهُدٗى وَرَحۡمَةٞ لِّلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿٧٧﴾

اور یہ یقیناً مومنوں کیلئے رہنما اور رحمت ہے'' (النمل۔۱۔۲)

تِلۡكَ ءَايَٰتُ ٱلۡكِتَٰبِ ٱلۡحَكِيمِ ﴿٢﴾ هُدٗى وَرَحۡمَةٗ لِّلۡمُحۡسِنِينَ ﴿٣﴾

''یہ حکمت بھری کتاب کی آیتیں ہیں جو ہدایت، رہنما اور رحمت ہیں متوازن روش پر کاربند رہنے والوں کیلئے'' (لقمان۔۲۔۳)

ٱللَّهُ نَزَّلَ أَحۡسَنَ ٱلۡحَدِيثِ كِتَـٰبٗا مُّتَشَـٰبِهٗا مَّثَانِيَ

''اللہ نے اعلیٰ اور کامل ترین کلام نازل فرمایا ہے کِتَـٰبٗا مُّتَشَـٰبِهٗا مَّثَانِيَ کی صورت میں''

تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُودُ ٱلَّذِينَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ

جس سے ان لوگوں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمۡ وَقُلُوبُهُمۡ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِۚ

بعد ازاں پھر اللہ کے ذکر پر ان کی جلد (بدن) اور دل نرم ہوجاتے ہیں۔

ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهۡدِي بِهِۦ مَن يَشَآءُۚ

یہ قرآنِ مجید ہدایت ہے اللہ کی جس سے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' (حوالہ الزمر۔۲۳)

مَّثَانِيَ کا مادہ ''ث ن ی'' ہے اور اس کے معنی کسی چیز کو دہرا کرنا یا تہہ کرنا ہیں۔ یہ معنی اور مفہوم منافقین کے متعلق اس بات سے واضح ہے أَلَآ إِنَّهُمۡ يَثۡنُونَ صُدُورَهُمۡ لِيَسۡتَخۡفُواْ مِنۡهُۚ ''سنو! وہ اپنے سینوں کو دہرا کرتے ہیں تاکہ اس سے (اپنے راز) چھپالیں'' (حوالہ سورۃ ھود۔۵)۔ یہ مادہ ان باتوں کو بیان کرنے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے: ''چیز کو موڑ دینے، لپیٹ دینے، سانپ کے بل کھانے، چوپائے کے گھٹنے اور کہنیاں جو مڑ کر دہری ہوجاتی ہیں''۔ ثناء اس رسی کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کا گھٹنا موڑ کر اس کی ران سے باندھا جاتا ہے۔ وہ چیزیں جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں۔ کسی شئے کو بار بار دہرائے جانے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جس کا نتیجہ، مفہوم آمنے سامنے ہونا ہی نکلتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ءَايَـٰتٌ مُّحۡكَمَـٰتٌ ''محکم، حکم دینے والی آیات ہیں هُنَّ أُمُّ ٱلۡكِتَـٰبِ وہی کتاب کی اصل ہیں وَأُخَرُ مُتَشَـٰبِهَـٰتٌۖ اور ان کے علاوہ (other than) آیات متشابہات ہیں''۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی بھی شخص کے ایمان اور یقین میں اضافہ کا سبب محض یہ بات بن سکتی ہے کہ اسے فلاں عمل کرنے کا حکم دیا جائے اور فلاں عمل سے منع کر دیا جائے یا اعمال کے متعلق احکامات دینے کی وجہ سے اہل ایمان کے بدن میں خوف کی لہر دوڑنے اور رونگٹے کھڑے ہونے کا کیا کوئی جواز بنتا ہے؟ بدن میں خوف کی لہر اس وقت دوڑتی ہے اور رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں جب پنہاں ظاہر ہو کر نظروں کے سامنے یا ادراک میں آجائے۔ یہ مثبت خوف ہے جس کا نتیجہ خیر ہے ''بعد ازاں ان کی جلد اور دل نرم ہوجاتے ہیں''۔ اگر پنہاں عیاں ہونے پر اللہ کے خوف سے دل میں لرزہ طاری نہ ہو تو قلوب سخت ہوجاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کو سورۃ البقرۃ میں ایک پرانا واقعہ یاد کرایا گیا ہے: ''اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا پھر اس معاملے میں الزام تراشی کرنے لگے مگر جس بات کو تم چھپا رہے تھے اسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔ تو ہم نے کہا ''اس (مقتول) کو (مذبوحہ گائے کے) ایک ٹکڑے سے مارو'' (مقتول زندہ ہوگیا) اس طرح اللہ

مردوں کو زندہ کرے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو''۔دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے میں انسانوں کی اکثریت کو ریب اور شک ہوتا ہے۔کسی بھی انسان کے سدھرنے کے لئے اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ کسی مردے،مقتول کو زندہ ہوتا خود دیکھ لے۔اور اگر پھر بھی نہ سنبھلے تو یہ نتیجہ ہوتا ہے:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً

''پھر اس واقعہ کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے ایسے سخت جیسے پتھر بلکہ سختی میں ان سے بھی زیادہ''(حوالہ البقرة۲۔۷۴)

قرآنِ مجید میں آیات متشابہات ہیں۔جب تشبیہ اور اس کی اصل (تَأْوِيلُ تعبیر، نتیجہ مَّثَانِيَ) آمنے سامنے آ جائیں تو پنہاں ظاہر ہو کر احاطہ ادراک میں آ جاتا ہے۔حقیقت مشہود ہونے پر دلوں پر لرزہ طاری ہوتا ہے۔اور حقیقت عیاں ہونے پر طاری ہونے والا یہ خوف ایمان اور یقین کو پختہ اور غیر متزلزل کر دیتا ہے۔دل نرم ہو جاتے ہیں۔فرعون کے دربار میں ساحروں نے حقیقت کو عیاں ہوتے دیکھا تو سجدہ ریز ہو گئے۔آیات متشابہات نے انکار کرنے والوں کیلئے بھی (مَّثَانِيَ) عیاں ہونا ہے

سَنُرِيهِمْ ءَايَـٰتِنَا فِى ٱلْـَٔافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ

''ہم قرآنِ مجید کا انکار کرنے والوں کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں اپنی آیات (نشانیاں،علم،معلومات) دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ قرآنِ مجید بیان حقیقت ہے''(حوالہ فصلت۔۵۳)

اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید کے متعلق سورۃ یونس (علیہ السلام) کی آیت ۵۷ میں انسانوں کو خطاب کر کے یہ بتایا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ

''اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس مَّوْعِظَةٌ (نصیحت) آ گئی ہے،اور جو سینوں میں ہے اس کیلئے شفاء ہے

وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

اور ہدایت اور مومنین کیلئے رحمت''

مَّوْعِظَةٌ کا مادہ ''و ع ض'' ہے اور اس کے معنی ہیں کسی کو کسی کام کے اچھے انجام اور مضر عواقب و نتائج سے آگاہ کر کے اس کے دل کو نرم کرنا۔ابن فارس نے اس کے معنی انذار و تخویف بتائے ہیں نیز اس طرح خیر کی باتیں کرنا کہ دل نرم ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ کے رسول بشیر اور نذیر ہیں اور مَّوْعِظَةٌ بھی انہی معنوں کا حامل ہے۔عام فہم انداز میں اس کے معنی نصیحت ہیں۔البقرة کی آیت ۲۳۱ میں فرمایا

وَٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ ٱلْكِتَـٰبِ وَٱلْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِۦ

''اور یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو اور اسے جو اس نے کتاب و حکمت سے تم پر نازل کیا ہے جس سے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے''

منافقین سے اعراض برتنے کیلئے کہتے ہوئے فرمایا

وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِىٓ أَنفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيغًا ۝

''انہیں سمجھاؤ اور ایسا قول کہو (نصیحت کرو) جو ان کے دلوں میں پہنچ جائے'' (حوالہ النساء۔۶۳)

وعظ کا مقصود خیر ہے

ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ

''اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ تنبیہ، نصیحت کے ساتھ بلاؤ'' (حوالہ سورۃ النحل۔۱۲۵)

اور سورۃ ھود کی آیت ۱۲۰ کے آخر میں قرآنِ مجید کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَجَآءَكَ فِى هَـٰذِهِ ٱلْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

''اور آپ (ﷺ) کے پاس اس میں ایمان لانے والوں کیلئے دوٹوک حقیقت، نصیحت اور یاد دہانی پہنچی ہے''

بیتے ہوئے کل کے واقعات اور ماضی کے لوگوں کی روش کے نکلنے والے نتائج کی خبر میں انسان کیلئے سبق اور نصیحت ہے

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ ءَايَـٰتٍ مُّبَيِّنَـٰتٍ وَمَثَلًا مِّنَ ٱلَّذِينَ خَلَوْا۟ مِن قَبْلِكُمْ

''اور ہم نے تمہاری طرف واضح آیتیں نازل کردی ہیں، اور تم سے پہلے ہوگزرے لوگوں کی مثالیں بیان کردی ہیں

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝

اور متقین کیلئے نصیحت نازل کردی ہے'' (النور۔۳۴)

اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید کو لوگوں کیلئے قرار دیا ہے کہ یہ شِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ ''اس کیلئے شفاء ہے جو ان کے سینوں میں (بیماریاں) ہیں'' (حوالہ یونس۔۵۷) وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ''اور ہم اس قرآن (مجید) میں وہ نازل کرتے ہیں جو مومنوں کیلئے شفا اور رحمت ہے'' (حوالہ الاسراء۔۸۲)۔ اور سورۃ فصلت کی آیت ۴۴ میں بھی بتایا: قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هُدًى وَشِفَآءٌ ''آپ (ﷺ) کہہ دیں'' یہ (قرآنِ مجید) ایمان والوں کیلئے ہدایت ہے اور شفاء ہے''۔ قرآنِ مجید کو تمام انسانوں کیلئے اس چیز کیلئے شِفَآءٌ قرار دیا گیا ہے جو ان کے سینوں میں ہے۔ شِفَآءٌ کا مادہ ''ش ف ی'' ہے اور اس کے معنی بیماری سے اچھا ہونے کے ہیں۔ پھر اسے دوا اور علاج کے معنوں میں استعمال کرنے لگے۔ سورۃ الشعراء کی آیت ۸۰ میں ابراہیم علیہ السلام کے قول میں مرض کے مقابل استعمال ہوا ہے

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ ''اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے''۔

سینوں میں کیا ہے؟ اپنے متعلق ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کے سینے میں کیا ہے۔ آقائے نامدار ﷺ سے کہا گیا کہ تمام دنیا کو یہ بتادیں:

قُلۡ إِن تُخۡفُواْ مَا فِى صُدُورِكُمۡ أَوۡ تُبۡدُوهُ يَعۡلَمۡهُ ٱللَّهُ ''آپ (ﷺ لوگوں سے) کہیں'' جو تمہارے سینوں میں ہے اسے چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ اسے جانتا ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔۲۹) **إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ۝**

''بیشک اللہ سینوں کے راز جانتا ہے'' (حوالہ آلِ عمران ۱۱۹، المائدہ۔۷، لقمان ۲۳)۔ سینوں میں پنہاں باتوں کی تفصیل طویل ہے جیسے بغض، کینہ، نفرت، کدورت، حسد، ہوسِ مال و دولت، حُبِ جاہ، زیغ، نفاق، رغبتِ دنیا، دلوں کی سختی، شکوک وشبہات اور وسوسے وغیرہ۔ انسان کے جسم میں بھوک کے مراکز تین ہیں، سینہ، شکم اور زیرِ ناف حصہ۔ انسان کا عمل ظاہر کرتا ہے کہ جسم کے ان مراکز کی خواشات کا تابع اور غلام ہے یا اشرف المخلوقات کی حیثیت میں بھوک اور خواشات کے یہ مراکز اس کے تابع ہیں۔ عمل انسان کے پنہاں کو عیاں کر دیتا ہے۔ انسان کے ایمان اور قول کے سچ یا جھوٹ ہونے کا ثبوت صرف افعال واعمال ہیں۔

ہم یہ جاننے کی کوشش میں ہیں کہ ہدایت کیا ہے اور کہاں سے دستیاب ہے۔

إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَمَا تَهۡوَى ٱلۡأَنفُسُ

''یہ لوگ محض ظن وگمان کے پیچھے چلتے ہیں اور جو ان کے دل چاہیں

وَلَقَدۡ جَآءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ ٱلۡهُدَىٰٓ ۝

حالانکہ ان کے رب کی جانب سے الھدیٰ ان کے پاس پہنچ چکا ہے'' (حوالہ النجم۔۲۳)

وَأَنَّا لَمَّا سَمِعۡنَا ٱلۡهُدَىٰٓ ءَامَنَّا بِهِۦ فَمَن يُؤۡمِنۢ بِرَبِّهِۦ فَلَا يَخَافُ بَخۡسًا وَلَا رَهَقًا ۝١٣

(جنات کی ٹولی نے اپنی قوم سے کہا) ''اور یہ کہ جب ہم نے الھدیٰ کو سنا تو ہم ایمان لے آئے اور جو اپنے رب پر ایمان لے آتا ہے اسے کسی نقصان یا ظلم کا ڈر نہیں رہتا'' (الجن۔۱۳)

الحمد للہ ہم ہدایت اور اسے پانے کے ذریعے کی تلاش میں کامیاب ہوئے۔ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا

قُلۡ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلۡهُدَىٰ ''آپ (ﷺ) فرمائیں ''یقیناً اللہ کی ہدایت ہی الھدیٰ ہے'' (حوالہ البقرۃ ۱۲۰، الانعام ۷۱)

قُلۡ إِنَّ ٱلۡهُدَىٰ هُدَى ٱللَّهِ ''یقیناً الھدیٰ وہ ہے جو اللہ کی ہدایت ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔۷۳) اور اللہ کی ہدایت کیا ہے اور کہاں ہے؟ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ ''یہ قرآنِ مجید اللہ کی ہدایت ہے''۔ اور قرآنِ مجید جن وانس کیلئے الھدیٰ ہے۔

"ہدایت" راستے کو پانے کا نام ہے۔ اندھیروں سے نکل کر راستہ پالینا خوش کن بات ہے، نعمت ہے۔ انسان اجتماعی زندگی بسر کرتا ہے اور راستے کے تعین میں اختلاف ممکن ہے۔ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلۡكِتَـٰبَ اور ان تمام مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی" اور کتاب کا مقصد بتایا

لِيَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ فِيمَا ٱخۡتَلَفُواْ فِيهِۚ

"تا کہ لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے جس میں وہ اختلاف کریں" (حوالہ البقرۃ۔۲۱۳)۔

آیت مبارکہ نے واضح اصول بتایا کہ اختلافات کے فیصلے کتاب کی رو سے ہوتے ہیں۔

أَلَمۡ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ أُوتُواْ نَصِيبًا مِّنَ ٱلۡكِتَـٰبِ يُدۡعَوۡنَ إِلَىٰ كِتَـٰبِ ٱللَّهِ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنۡهُمۡ وَهُم مُّعۡرِضُونَ ﴿٢٣﴾

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے دیا گیا تھا کہ انہیں اللہ کی کتاب (قرآنِ مجید) کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے بعد ازاں ان کا ایک گروہ کنارہ کرتے ہوئے منہ موڑ جاتا ہے" (آلِ عمران۔۲۳)۔

إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُۚ

"(اے نبی!) ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ آپ (ﷺ) کی طرف نازل کی ہے تا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اس کے مطابق جو راہ راست اللہ نے آپ کو دکھائی ہے" (حوالہ النساء۔۱۰۵)۔

وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ ٱلۡكِتَـٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِۖ

"اور ہم نے آپ (ﷺ) پر حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے جو اس کی تصدیق کرتی ہے جو کتاب میں سے پہلے موجود ہے اور اس کی محافظ ہے

فَٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُۖ

اس لئے آپ لوگوں کے درمیان اس (قرآنِ مجید) کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے" (حوالہ سورۃ المائدہ۔۴۸)

وَأَنِ ٱحۡكُم بَيۡنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ

"اور ان لوگوں کے درمیان اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا ہے فیصلہ کرو" (حوالہ المائدہ۔۴۹)

اگر انسانوں کا ایک گروہ صحرا اور سمندر میں راستہ کھو دے اور سمت کے تعین میں مختلف الرائے ہوں تو راستے کے اختلاف کا فیصلہ کون کرے گا؟

وَمَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ ٱلَّذِى ٱخۡتَلَفُواْ فِيهِ‌ۙ

''اور ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب صرف اس لئے نازل کی ہے تا کہ لوگوں پر وہ بات واضح کریں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں

وَهُدًى وَرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُؤۡمِنُونَ

اور ماننے والے لوگوں کیلئے یہ ہدایت اور رحمت ہے'' (النحل۔۶۴)

اگر انسانوں کا ایک گروہ صحرا اور سمندر میں راستہ کھو دے اور سمت کے تعین میں مختلف الرائے ہوں تو رات چھانے پر 'ہدایت'، راستے کے اختلاف کا فیصلہ قطب ستارا کرتا ہے اور ہدایت یعنی راستہ پانے کی نعمت صرف اسے مل سکتی ہے جو اسے ھادی، رہنما مان لے۔ اور جو اسے نہیں مانے گا اور اپنے ہی تخیل کی سمت پر اصرار کرے گا تو صحرا اور سمندر کی وسعتوں میں بھٹکتے رہنے سے کیا کوئی اسے بچا سکتا ہے؟ اگر انسان کو یہ بات آسانی سے سمجھ آجاتی ہے تو یہ تسلیم کرنے میں اسے ہچکچاہٹ کیوں ہے کہ عقل و برھان کا تقاضا یہ ہے کہ فیصلے اور سچ اور جھوٹ کی پہچان کیلئے انسانی ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتابوں کی باتوں، روایتوں اور اختلافی امور کے بارے میں نقطہ نظر کو ''کتاب لا ریب''، ''الفرقان'' کی کسوٹی پر جانچا جائے؟

انسان کی نفسیات عجیب ہے۔ اپنے آپ کو بھی دھوکا دینے سے باز نہیں رہتا۔ جب اہلِ کتاب کو اختلافی باتوں اور روایات کے بارے میں فیصلے کیلئے قرآنِ مجید کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کا ایک فریق اس سے اعراض برتتا ہے اور اس بے اعتنائی کی وجہ یہ ہے:

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمۡ قَالُواْ لَن تَمَسَّنَا ٱلنَّارُ إِلَّآ أَيَّامًا مَّعۡدُودَٰتٍ‌ۖ وَغَرَّهُمۡ فِى دِينِهِم مَّا كَانُواْ يَفۡتَرُونَ ﴿٢٤﴾

''یہ (بے اعتنائی، اعراض) اس لئے کہ وہ کہتے ہیں ''ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن''۔

اور ان باتوں نے جو انہوں نے گھڑ لی ہیں انہیں اپنے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال دیا ہے'' (آلِ عمران۔۲۴)

ان کی اس بات سے یہ اظہار ہوتا ہے کہ ایسے لوگ کسی اصول، کسی دلیل سے کتاب کی بات کو رد نہیں کر رہے بلکہ اس سے اجتناب برتنے کیلئے ایک منفی نتیجے میں ایک مثبت پہلو اختراع کر کے دل کے نہاں خانے میں بسا کر اپنے آپ کو ذہنی طور پر دھوکہ دیتے ہیں۔ خود کہتے ہیں کہ آگ ہمیں چھوئے گی مگر ایک طفل تسلی، ایک مثبت پہلو یہ گھڑ لیا کہ ایسا چند روز کیلئے ہوگا۔ یہ ایک عجیب نفسیاتی دھوکہ ہے جو انسان اپنے آپ کو دیتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ اختراع کی ہوئی باتیں اس قدر گہری جڑیں پکڑ لیتی ہیں کہ اسے دین کا حصہ سمجھنے لگتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے اس قول کہ 'جنت میں کوئی نہیں جائے گا سوائے اسکے جو یہودی ہو یا نصاریٰ' کو ان کی آرزوئیں '' تِلۡكَ أَمَانِيُّهُمۡ ''

قرار دیا گیا ہے (حوالہ البقرۃ۔۱۱۱)۔شیطان رجیم نے کہا تھا کہ وہ لوگوں کے قلب وذہن میں ''آرزوئیں'' پیدا کرے گا (حوالہ النساء۱۱۹۔۱۲۰) اس طرح کی خام خیالی اور آرزوئیں انسان کو کتاب، الفرقان سے دور لے جاتی ہیں اور یہ نفسیاتی دھوکہ صرف اہل کتاب سے مخصوص نہیں، اہل ایمان بھی اس کی لپیٹ میں ہیں جس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے سورۃ النساء کی آیت ۱۲۳ میں ارشاد فرمائے گئے اس فیصلے سے ہوتا ہے کہ ''انجام نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلے میں کوئی حامی ومددگار نہ پاسکے گا''۔

ہدایت اور فیصلے کیلئے ذریعہ واحد (ایک) ہوتا ہے۔ ہدایت کیلئے ایک سے زائد ذرائع پر بھروسہ اور انحصار کرنے والے کبھی منزل پر نہیں پہنچتے۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے تمام کے تمام فیصلے صرف اور صرف قرآنِ مجید کے فرمان کے مطابق ہوتے ہیں۔ سورۃ الرعد کی آیت ۳۷ میں بھی قرآنِ مجید ہی کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم ہے۔ سورۃ نور کی آیت ۴۸ میں بھی کہا گیا کہ جب لوگوں کو اللہ اور رسول کی جانب بلایا جاتا ہے کہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ایک فریق اعراض برتتا ہے۔ اللہ کے قرآنِ مجید میں دیئے گئے احکام اور فیصلے حرف آخر ہیں۔ ارشاد فرمایا

أَفَحُكْمَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ

''ہاں! کیا وہ زمانہ جاھلیت (Emotionalism) کے فیصلے ڈھونڈتے ہیں؟
مگر ان لوگوں کیلئے جو یقین رکھتے ہیں اللہ سے بہتر فیصلہ کون دے سکتا ہے؟'' (المائدہ۔۵۰)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فیصلہ سنا بھی دیا

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ ○

''اور جس نے اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا فیصلہ نہ کیا وہی کافر ہیں''

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ○

''اور جس نے اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا فیصلہ نہ کیا وہی ظالم ہیں'' (حوالہ المائدہ۔۴۴ اور ۴۵ کا آخر)۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ○

''اور جس نے اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا فیصلہ نہ کیا وہی فاسق ہیں'' (حوالہ المائدہ۔۴۷)

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلے نہ کرنے والوں کو کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے اور یہی اصحاب دوزخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو سن کر ہم یونہی آگے نہ بڑھ جائیں۔ کچھ دیر یہاں رک کر غور وفکر کر لینا چاہئے کیونکہ ہم تو ''فیصلے'' ڈھونڈنے کیلئے قریہ قریہ، شہر شہر بھی پھرتے ہیں باوجود اس کے کہ جو ''اللہ نے اتارا'' وہ قرآنِ مجید حرف بحرف، لفظ بہ لفظ ہمارے ہاتھوں میں تھا اور ہے۔

ہدایت اور ''فیصلے'' ڈھونڈنے کیلئے قریہ قریہ، شہر شہر پھرنے کی کیا ضرورت ہے؟

مَّا فَرَّطْنَا فِى ٱلْكِتَـٰبِ مِن شَىْءٍ

''ہم نے (اپنی) کتاب میں کسی شئے (کے بیان) میں کمی نہیں چھوڑی'' (حوالہ الانعام۔۳۸)۔

اور آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سے قرآنِ مجید کے متعلق یہ ارشاد فرمانے کے لئے کہا

أَفَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْتَغِى حَكَمًا وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ إِلَيْكُمُ ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا (حوالہ الانعام۔۱۱۴)

''کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی منصف تلاش کروں حالانکہ وہی تو ہے جس نے تمہاری طرف نازل فرمائی ہے **ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا**'' منصف اور فیصلہ کرنے والے کو **حَكَمًا** کہتے ہیں۔ منصف دو کو الگ الگ کرتا ہے۔ حق کو باطل سے الگ کرتا ہے۔ ایک کو صحیح اور ایک کو غلط قرار دیتا ہے۔ دو کو ایک دوسرے سے متمیز کرتا ہے۔ بات منصف تلاش کرنے کی ہو رہی ہے اس لئے **ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا** کے معنی اردو/انگریزی زبان کے ''مفصل، تفصیل details'' والے نہیں ہیں بلکہ عربی زبان کے مادہ ''ف ص ل'' والے ہیں یعنی فیصلہ کر دینے والی کتاب۔ الگ الگ کر دینے والی کتاب۔ حق کو باطل سے ممیّز کرنے والی کتاب، منصف اللہ رب العزت کے فیصلے کو بیان کرنے والی کتاب۔

ہدایت اور ''فیصلے'' ڈھونڈنے کیلئے قریہ قریہ، شہر شہر پھرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بتایا

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ

''یہ (قرآنِ مجید) کوئی گھڑی ہوئی حدیث نہیں

وَلَـٰكِن تَصْدِيقَ ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ

بلکہ اس کی جو اس کے سامنے ہے تصدیق ہے

وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (حوالہ یوسف۔۱۱۱)

اور ہر بات کی حقیقت کو واضح (الگ الگ) کر دینے والی (کتاب) ہے اور ایمان لانے والے لوگوں کے لئے رہنما اور رحمت ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ تِبْيَـٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

''اور ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب نازل کی ہے، ہر شئے کیلئے کسوٹی (وضاحت، الگ الگ کرنے والی)،
اور مسلمین کیلئے رہنما اور رحمت اور خوشخبری'' (حوالہ سورۃ النحل۔۸۹)

قُلْ نَزَّلَهُۥ رُوحُ ٱلْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ

''آپ (ﷺ) کہہ دیں کہ اسے پاک روح نے تیرے رب کی طرف سے (دوٹوک انداز میں) سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے

لِيُثَبِّتَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

تا کہ ایمان لانے والوں کو جما کر رکھے، اور مسلمین کیلئے رہنما اور خوشخبری ہے'' (النحل۔۱۰۲)

لِيُثَبِّتَ کا مادہ ''ث ب ت'' ہے اور اس کے معنی ثابت رہنا، ایک حالت پر جمے رہنا ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے معنی دوام شئے کے ہوتے ہیں۔ يَمْحُوا۟ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ''اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۹)۔

''ہدایت'' راستے کو پانے کا نام ہے

إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ أَقْوَمُ

''یقیناً یہ قرآن (مجید) وہ راہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھی ہے'' (حوالہ الاسراء۔۹)

وَيَرَى ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ

''اور اہل علم دیکھتے ہیں کہ وہ جو آپ (ﷺ) کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے

هُوَ ٱلْحَقَّ وَيَهْدِىٓ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْحَمِيدِ ۝

وہی حقیقت ہے اور غالب اور صاحب تعریف کے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے'' (سباء۔۶)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم ﷺ کی طرف جنات کی جس ٹولی کو متوجہ فرمایا تھا اور جنہوں نے آقائے نامدار ﷺ کی زبان مبارک سے قرآنِ مجید سننے کا شرف حاصل کیا انہوں نے اپنی قوم سے قرآنِ مجید کے متعلق کہا

يَهْدِىٓ إِلَى ٱلْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

''وہ حق کی طرف اور سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے'' (حوالہ الاحقاف۔۳۰)

قُلْ أُوحِىَ إِلَىَّ أَنَّهُ ٱسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ ٱلْجِنِّ فَقَالُوٓا۟ إِنَّا سَمِعْنَا قُرْءَانًا عَجَبًا ﴿١﴾

''آپ (ﷺ) بتائیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے سنا تو (اپنی قوم کو) کہا ''ہم نے دلپسند قرآن (مجید) سنا ہے يَهْدِىٓ إِلَى ٱلرُّشْدِ فَـَٔامَنَّا بِهِۦ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ أَحَدًا ﴿٢﴾ جو راست روی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے'' (الجن۔۱۔۲)

غفلت سے بیدار ہونے اور راستے کو پانے کا نام ہدایت ہے۔ ہدایت، راستے کو پانے کیلئے آنکھوں کو کھولنا پڑتا ہے۔

قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا ۚ

(آپ ﷺ فرمائیں) ''بیشک تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھول دینے والا (قرآنِ مجید) آ گیا ہے،

اب جو دیکھتا ہے وہ اس کے اپنے لئے ہے اور جو اندھا رہا اس کا وبال اسی پر ہوگا

وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝

اور میں تمہارا کچھ نگہبان نہیں'' (الانعام۔۱۰۴)

هَٰذَا بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ '(حوالہ الاعراف۔۲۰۳)

''یہ (قرآنِ مجید) تمہارے رب کی جانب سے بصیرت افروز ہے اور ماننے والوں کیلئے ھادی (منزل کی جانب رہنما) اور رحمت ہے''

هَٰذَا بَصَٰٓئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٢٠﴾

''یہ (قرآنِ مجید) لوگوں کیلئے بصیرت افروز اور اور یقین کرنے والوں کیلئے ھادی (منزل کی جانب رہنما) اور رحمت ہے'' (الجاثیۃ۔۲۰)

جَآءَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ بَصَآئِرُ کا مادہ ب ص ر ہے۔قوت بینائی (جس میں روشنی اور چمک کا پہلو ہوتا ہے)۔آنکھ پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔بصیر دیکھنے والے نیز دانا و بینا کو کہتے ہیں اور بصیرت قوت ادراک اور ذھانت وفطانت کو کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے وہ حقائق بیان فرمائے ہیں جو نیم وا آنکھوں سے بھی دکھائی دینے والے ہیں۔

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى ٱلْأَبْصَٰرُ وَلَٰكِن تَعْمَى ٱلْقُلُوبُ ٱلَّتِى فِى ٱلصُّدُورِ

'' مگر دراصل آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں'' (حوالہ الحج۔۴۶)۔

آنکھیں تو دکھاتی ہیں لیکن اگر دل مائل نہ ہوں تو آنکھوں کا دیکھا ہوا بے معنی ہو جاتا ہے۔

''ہدایت'' ظُلُمٰتِ یعنی اندھیروں سے نکلنے کا نام ہے اور ''ہدایت'' کیلئے ایک روشن، چمکتے ہوئے، ثبات کے حامل ذریعے، واسطے کی ضرورت ہے جس سے سمت کا تعین کیا جا سکے اور منزل کے راستے کو پایا جا سکے۔ راستہ وہ دکھائی دیتا ہے جو منور ہو۔ اور نور راستے کو منور (visible) کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان کی بصارتوں میں آتا ہے۔اس لئے ہدایت صرف وہ ہے جو نور ہو

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُم بُرْهَٰنٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾ (النساء۔۱۷۴)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل، ثبوت آ چکا ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور نازل کر دیا ہے''

الٓرۚ كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ إِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ

''ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب (قرآنِ مجید) نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں میں سے نور کی طرف نکال کر لے جائیں

بِإِذۡنِ رَبِّهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَمِيدِ ۝

ان کے رب کی اجازت سے، قوت وغلبہ والے صاحب تعریف اللہ کے راستے کی طرف'' (سورۃ ابراہیم علیہ السلام۔۱)

هُوَ ٱلَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبۡدِهِۦٓ ءَايَٰتِۭ بَيِّنَٰتٖ لِّيُخۡرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۚ

''وہی اپنے بندے (آقائے نامدار ﷺ) پر (قرآنِ مجید کی) واضح آیتیں نازل فرماتا ہے

تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جائے'' (حوالہ سورۃ الحدید۔۹)

وَٱلنُّورِ ٱلَّذِيٓ أَنزَلۡنَاۚ

''اور اس نور (قرآنِ مجید) پر جو ہم نے نازل کیا (ایمان لاؤ)'' (حوالہ التغابن۔۸)

رَّسُولٗا يَتۡلُواْ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ مُبَيِّنَٰتٖ

''رسول (کریم ﷺ) تمہیں (ذکر، قرآنِ مجید) کی واضح، بین آیات سناتے ہیں

لِّيُخۡرِجَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ

تاکہ ایمان لانے اور صالح عمل کرنے والوں کو نکال لے جائیں

مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۚ

اندھیروں سے اجالے میں'' (حوالہ سورۃ الطلاق۔۱۱)

اہلِ کتاب کو بھی بتایا گیا کہ وہ رسولِ کریم ﷺ جن کے آنے کا صدیوں سے انہیں انتظار تھا تشریف لے آئے ہیں اور ان کے ساتھ نور اور کتاب مبین بھی آ گئی ہے

قَدۡ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٞ وَكِتَٰبٞ مُّبِينٞ ۝

''اے اہلِ کتاب! اللہ کی جانب سے تمہارے پاس نور اور (یعنی) قرآنِ مجید (کتاب مبین) آ گیا ہے'' (حوالہ المائدہ۔۱۵)

يَهۡدِي بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضۡوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ

''جس کے ذریعے وہ ان لوگوں کو جو اس کی خوشنودی پر چلتے ہیں سلامتی کا راستہ دکھائیں گے

وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَـٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذْنِهِۦ

اور اللہ کے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لے جائیں گے

وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ٥

اور سیدھی راہ کی طرف ان کی راہنمائی کریں گے'' (المائدہ۔۱۶)

وَٱتَّبَعُواْ ٱلنُّورَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ ۙ أُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ٥ (حوالہ الاعراف۔۱۵۷)

''اور اس نور (قرآنِ مجید) کی اتباع کی جو ان (آقائے نامدار ﷺ) کے ساتھ نازل کیا گیا۔ یہ لوگ فلاح پانے والے ہیں''

سبحان اللہ! آقائے نامدار ﷺ قرآنِ مجید کے ذریعے لوگوں کو سلامتی کے راستے دکھانے والے اور اللہ رب العزت ٱلسَّلَـٰمُ ہیں یعنی سلامتی دینے والے جس کی رحمت ہے کہ لَهُمْ دَارُ ٱلسَّلَـٰمِ عِندَ رَبِّهِمْ ان لوگوں کیلئے ان کے رب کی جانب سے (دارالسلام) سلامتی کا گھر ہوگا جنہیں آقائے نامدار ﷺ اندھیروں سے نور کی طرف نکال لے جائیں گے (حوالہ الانعام۔۱۲۷)۔اس بات کو یوں بتایا

وَٱللَّهُ يَدْعُوٓاْ إِلَىٰ دَارِ ٱلسَّلَـٰمِ وَيَهْدِى مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٥﴾

''اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے دیتا ہے'' (یونس۔۲۵)

صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ سیدھا راستہ اسلام ہے۔

اللہ رب العزت، آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ اور ملائکہ کے قرآنِ مجید میں بیان سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی هُدَاىَ 'میری ہدایت' سے مراد ءَايَـٰتِى ''میری آیتیں'' اور ءَايَـٰتِ رَبِّكُمْ ''تمہارے رب کی آیتیں'' ہیں۔اور هُدَاىَ ''میری ہدایت'' قرآنِ مجید ہے۔اور یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ قرآنِ مجید جن وانس کیلئے الھدیٰ ہے۔ تحریر پر ایمان اور یقین لانے کی بنیادی شرط اس کا شک وشبہ سے بالاتر ہونا ہے۔ الکتاب نے اپنا تعارف یہ بیان فرمایا ہے ذَٰلِكَ ٱلْكِتَـٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ ''یہ ہے وہ کتاب جسمیں ریب کوئی نہیں''۔ رَيْبَ کا مادہ ''ر ی ب'' ہے جس کے معنی شک وشبہ اور بےچین۔ نفسیاتی الجھن، کشمکش اور اضطراب نفس کے معنوں میں آتا ہے۔ علم کی ضد ریب، شک ہے۔ فلسفہ، خیال، گمان، مفروضہ، داستان، کہانی، روایت کا لازمی عنصر شک کی موجودگی ہے۔ کوئی بھی بات شک سے بالاتر جبھی کہلا سکتی ہے اگر زمان و

مکان اسے متاثر نہ کرتے ہوں کیونکہ حقیقت قیود سے آشنا نہیں ہوتی۔ کتاب کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ بیانِ حقیقت ہے۔ 'یہ ہے کتابِ لا ریب' کا دعویٰ کر کے قرآنِ مجید نے بتایا ہے کہ اس میں خیال، گمان، مفروضہ، داستان، کہانی، روایت کا کوئی عنصر اور پہلو نہیں اس لئے شک وشبہ سے بالاتر ہے اور شک وشبہ سے بالاتر کتاب قابل اعتماد ہونے کی منتہا **(infinitely reliable)** پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ سے قبل مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کو مبعوث فرمایا وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ ''اوران تمام کے ساتھ کتاب نازل فرمائی''۔ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے هُدَایَ ''میری ہدایت'' اور ءَایَـٰتِی ''میری آیتیں'' زمان ومکان میں انسانوں تک پہنچائی تھیں۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ

''اور ہر قوم، نسل کیلئے رسول ہے'' (حوالہ یونس ۴۷)۔ اور قومیں اور نسلیں زمان کے ادوار (اجل) میں بستی ہیں

لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ

''ہر دور (مقررہ مدت، اجل) کیلئے کتاب ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۸)

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّـٰغُوتَ

''اور ہم نے ہر امت میں رسول (یہ بتانے کیلئے) بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو اور سرکشوں سے بچو'' (حوالہ النحل۔۳۶)۔

اللہ تعالیٰ کے ان مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کے ذمہ کام یہ تھا

مَّا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ

''رسول پہنچا دینے کے علاوہ (تمہارے لئے) کسی بات کا ذمہ دار نہیں'' (حوالہ المائدہ۔۹۹)

فَهَلْ عَلَى ٱلرُّسُلِ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ o

''تو کیا رسولوں پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے علاوہ بھی کوئی ذمہ داری ہے؟'' (حوالہ النحل۔۳۵)۔

ٱلْبَلَـٰغُ کا مادہ ''ب ل غ'' ہے اور اس کے معنی مقصد کے آخری سرے تک پہنچ جانا ہیں خواہ یہ حد مکانی ہو یا زمانی یا کسی اندازہ کئے ہوئے معاملے کی حد ہو۔ ''اَلْبُلْغَة''۔ ہر وہ شئے جس سے کسی مقصد تک پہنچا جائے۔ ہر وہ شئے جو کسی مقصد تک پہنچانے کیلئے کافی ہو جائے' (محیط)۔ صحرائی علاقوں میں پانی کے کنویں کہیں کہیں ہوتے ہیں اور گرم مقامات کے کنووں کے پانی کی سطح **(water table, level)**

نیچے گرتی رہتی ہے۔ مسافر اپنے ساتھ رسی کا ٹکڑا رکھتے تھے جسے ڈول کی رسی (اَلـرِّشَـاءُ) کے ساتھ باندھ دیتے تا کہ ڈول پانی تک پہنچ جائے۔ اس رسی کے ٹکڑے کو اَلتَّبْـلِـغَةُ کہتے تھے۔ اس طرح واضح ہے کہ ''ب ل غ'' کے بنیادی معنی وہ شئے ہے جو مقصود، آخری مقام تک پہنچا دے۔

قطب ستارا خود اپنے وجود میں ہدایت نہیں ہے۔ وہ ایک ذریعہ ہے جو راستے، سمت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ دوسرے ستارے (Pointers) مقرر کئے ہیں جو قطب ستارے کی جانب اشارہ کرتے ہیں جس سے لوگ بر و بحر میں ہدایت یعنی راستہ، منزل کی سمت معلوم کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کے ذمہ ہدایت، الھدیٰ کو پہنچا دینا ہے۔

وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْأُمِّيِّـۧنَ ءَأَسْلَمْتُمْ ۚ

''اور آپ ﷺ کہہ دیں ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تھی اور ان سے جنہیں کتاب نہیں دی گئی تھی کہ ''کیا تم تسلیم کرتے ہو؟''

فَإِنْ أَسْلَمُواْ فَقَدِ ٱهْتَدَواْ ۖ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ٱلْبَلَـٰغُ ۗ (حوالہ آلِ عمران۔۲۰)

پھر اگر وہ تابع ہو گئے تو راہ پا گئے اور اگر منہ موڑ گئے تو (بیشک جائیں اے رسولِ کریم) آپ (ﷺ) کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچانا ہے''

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ

''اے رسول (کریم ﷺ)! آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو (قرآنِ مجید) نازل کیا گیا ہے وہ آپ پہنچا دیں۔

وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۚ

کیونکہ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو اس کی جانب سے تفویض کردہ فرائض رسالت کی تکمیل نہیں ہوگی'' (حوالہ المائدہ۔۶۷)

وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَٱحْذَرُواْ ۚ

''اور اللہ کی بات مانو اور رسول کی بات مانو اور (شیطانی عمل کی غلاظتوں سے) بچتے رہو،

فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ ۝

لیکن اگر تم نے منہ موڑ لیا تو جان لو ہمارے رسول کے ذمے تو صرف صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہی ہے'' (حوالہ المائدہ۔۹۲)

وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ ٱلَّذِى نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

''اور اگر ہم آپ (ﷺ) کو وہ دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے یا آپ کو الگ کر لیں''

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ٱلْبَلَـٰغُ وَعَلَيْنَا ٱلْحِسَابُ ۝

''(آپ ﷺ کو الگ کرنے سے کیا فرق پڑے گا) اس لئے کہ آپ (ﷺ) کے ذمہ تو (قرآنِ مجید) پہنچا دینا ہے (اور وہ آپ نے پہنچا دیا ہے) اور حساب لینا ہمارے ذمہ ہے'' (حوالہ الرعد۔۴۰)

فَإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ ﴿٨٢﴾

''اس لئے اگر وہ منہ موڑلیں تو (اے رسولِ کریم ﷺ)! آپ کے ذمے تو صرف صاف صاف پیغام کو پہنچا دینا ہے'' (النحل۔۸۲)

قُلْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ ۖ

آپ (ﷺ) کہہ دیں ''اللہ کی بات مانو، اور رسول کی بات مانو''

فَإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ

لیکن اگر تم منہ موڑلو گے تو ان ﷺ پر وہی بوجھ ہے جو ان پر ڈالا گیا ہے، اور وہ بوجھ تم پر ہے جو تم پر ڈالا گیا ہے

وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُواْ ۚ

اور اگر تم ان (ﷺ) کی بات مانو گے تو ہدایت پاؤ گے''۔

آقائے نامدار ﷺ کا بوجھ کیا ہے؟ اہلِ ایمان کا بوجھ کیا ہے؟ آقائے نامدار ﷺ کی اطاعت کیسے کرنی ہے؟ بتایا

وَمَا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ ۝

''اور رسول (کریم ﷺ) کے ذمے (بوجھ) تو صرف صاف صاف پیغام (قرآنِ مجید) پہنچا دینا ہی ہے'' (سورۃ النور۔۵۴)

وَمَا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ ۝

''اور رسول کے ذمے تو صرف صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہی ہے'' (حوالہ العنکبوت۔۱۸)

فَإِنْ أَعْرَضُواْ فَمَآ أَرْسَلْنَـٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ

(اپنے رب کی بات کا جواب دو، تسلیم کرو) ''پھر اگر وہ کنارہ کر جاتے ہیں تو ہم نے آپ (ﷺ) کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔

إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ ۗ

آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے'' (حوالہ الشوریٰ۔۴۸)

وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٢﴾

''اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تم نے منہ موڑ لیا تو (تمہاری مرضی)

ہمارے رسول کے ذمے تو صرف صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہی ہے'' (التغابن۔۱۲)

قطب ستارا خود اپنے وجود میں ہدایت نہیں ہے۔ وہ ایک ذریعہ ہے جو راستے، سمت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ

دوسرے ستارے (Pointers) مقرر کئے ہیں جو قطب ستارے کی جانب اشارہ کرتے ہیں جس سے لوگ بر و بحر میں ہدایت یعنی راستہ منزل کی سمت معلوم کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کے ذمہ ہدایت، الہدیٰ کو پہنچا دینا ہے۔ اس نکتے کو یوں بھی واضح کیا:

لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ

"ان کو ہدایت پر لے آنا آپ ﷺ کی ذمہ داری نہیں بلکہ یہ اللہ ہے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے" (حوالہ البقرۃ۔۲۷۲)

أَتُرِيدُونَ أَن تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝

"کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ جسے اللہ نے ہدایت نہیں بخشی اسے تم ہدایت بخش دو۔

حالانکہ جسے اللہ نے گمراہ رہنے دیا ہے اس کیلئے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے" (النساء۔۸۸)

مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝١٧٨

"جسے اللہ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ رہنے دے وہی نقصان اٹھاتے ہیں" (الاعراف۔۱۷۸)

مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝١٨٦

"جسے اللہ گمراہ رہنے دے اس لئے اس کیلئے رہنما کوئی بھی نہیں ہوتا کیونکہ انہیں وہ ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیتا ہے" (الاعراف۱۸۶)

وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ

"اور جسے اللہ گمراہ رہنے دے (leaves to stray) اس لئے اس کیلئے رہنما کوئی بھی نہیں ہوتا" (حوالہ الرعد۔۳۳)

إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝٣٧

اگر آپ (ﷺ) ان کی ہدایت کی خواہش کرتے ہیں تو (یاد رکھیں!) اللہ نے جسے گمراہ رہنے دیا ہے اسے ہدایت نہیں دیتا

اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوتا" (النحل۔۳۷)

وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ

"اور جسے اللہ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے

وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِهِ ۖ

اور جسے وہ گمراہ رہنے دیتا ہے ان کیلئے تو اس کے سوا کوئی رفیق نہ پائے گا" (حوالہ الاسراء۔۹۷)

مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا

"اور جسے اللہ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے

اور جسے وہ گمراہ رہنے دے اس کیلئے تو کوئی سیدھی راہ بتانے والا (مرشد) رفیق نہیں پائے گا" (حوالہ الکہف۔۱۷)

وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْعِلْمَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُواْ بِهِۦ فَتُخْبِتَ لَهُۥ قُلُوبُهُمْ

''اور یہ اس لئے بھی ہے تا کہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ یہ (قرآنِ مجید) تیرے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے،
اور اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کیلئے نرم ہو جائیں

وَإِنَّ ٱللَّهَ لَهَادِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ۝

اور بیشک اللہ ان ایمان لانے والوں کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی دے گا'' (حوالہ الحج۔۵۴)

وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا۝

'' مگر راہ دکھانے، ہدایت اور مدد دینے کو تیرا رب کافی ہے'' (حوالہ الفرقان۔۳۱)

إِنَّكَ لَا تَهْدِى مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِى مَن يَشَآءُ

''بیشک آپ اسے ہدایت نہیں دے سکتے جسے آپ پسند کرتے ہیں لیکن یہ اللہ ہے جو ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے'' (حوالہ القصص۔۵۶)

فَمَن يَهْدِى مَنْ أَضَلَّ ٱللَّهُ 'پھر اسے کون راہ دکھائے گا جسے اللہ نے گمراہ رہنے دیا؟' (حوالہ الروم۔۲۹)

وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ ''اور جسے اللہ گمراہ رہنے دے اسے راہ دکھانے کیلئے کوئی بھی رہنما نہیں ہوتا'' (حوالہ الزمر۔۲۳،۳۶)

وَمَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِن مُّضِلٍّ ''اور جسے اللہ ہدایت دے تو اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہوتا'' (حوالہ الزمر۔۳۷)

وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ ''اور جسے اللہ گمراہ رہنے دے اسے راہ دکھانے کیلئے کوئی بھی رہنما نہیں ہوتا'' (حوالہ غافر۔۳۳)

اس سے قبل کہ مطالعہ میں ہم آگے بڑھیں اس نکتے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اردو زبان کے مترجمین کی اکثریت **يَضِلُّ** اور وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ کے معنی یوں بیان کرتے ہیں ''جسے اللہ گمراہ کرے''۔ اس مطالعہ میں یہ ترجمہ اختیار کیا ''اللہ جسے گمراہ رہنے دے''۔ انگریزی زبان کے کچھ مترجمین نے یہی معنی بیان کئے ہیں **"Whom Allah leaves straying"**

اپنی رائے اور علم کی بنیاد پر قرآنِ مجید کے بیان کو ''متعین اور واضح کرنے'' کی کیا انسان کو اجازت ہے؟ آقائے نامدار ﷺ پر قرآنِ مجید کے نزول کے دوران اس کے بیان اور اس کے الفاظ کے معنی اور مفہوم کو واضح کرنے کی ذمہ داری کے متعلق بتایا تھا:

لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِۦٓ ﴿١٦﴾

''(اے رسولِ کریم ﷺ) اس (کتاب، قرآنِ مجید) کو اپنی زبان کے ساتھ تیزی سے نہ پڑھیں
تا کہ اسے جلدی سے لے لیں (اپنی یادداشت میں جمع، محفوظ کر لیں)۔

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ ﴿١٧﴾

اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔

فَإِذَا قَرَأْنَـٰهُ فَٱتَّبِعْ قُرْءَانَهُۥ ﴿١٨﴾

اس لئے جب (جو، جتنا) ہم پڑھا دیں تو اس پڑھے کی پیروی کریں۔

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُۥ ﴿١٩﴾

بعدازاں ان (پڑھائی ہوئی آیات) کو واضح (بین) کرنا بھی یقیناً ہمارے ذمے ہے" (القیامۃ۔۱۶۔۱۹)

اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ قرآنِ مجید کی کسی بھی آیت میں بیان کردہ بات کی وضاحت قرآنِ مجید ہی سے کی جائے گی اپنے تخیل، ظن، گمان، قیاس، تصور (perception) سے نہیں۔ قرآنِ مجید سے قبل نازل کردہ کتابوں کے متعلق اہل کتاب سے یہی عہد لیا گیا تھا

وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَـٰقَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَـٰبَ

"اور اللہ نے ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تھی اقرار لیا تھا

لَتُبَيِّنُنَّهُۥ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُۥ

کہ "تم اسے لوگوں کیلئے واضح بیان کروگے اور اسے چھپاؤ گے نہیں" (حوالہ آلِ عمران۔۱۸۷)

قرآنِ مجید کی کسی بھی آیت مبارکہ کی دوسرے مقام پر کی گئی وضاحت کو بیان کرنے کی بجائے اس کے معنی و مفہوم کو اپنے تخیل، گمان (perception)، رائے سے بیان کرنا کیا قرآنِ مجید کی بات کو چھپانے کے مترادف نہیں قرار پائے گا؟

قرآنِ مجید کے مطابق کیا وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ کے معنی "جسے اللہ گمراہ کرے"، صحیح تصور کئے جا سکتے ہیں؟ ہدایت کیا ہے؟

ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾

"(ہمارے رب!) ہمیں سیدھے راستے کی راہنمائی، ہدایت عطا فرما۔

صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ﴿٧﴾ (سورۃ الفاتحہ۔۶۔۷)

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ یہ راستہ ان لوگوں کے راستے سے الگ (غیر) ہے جن پر غضب ہوا اور جو غافل و گمراہ ہیں

ٱلضَّآلِّينَ کا مادہ "ض ل ل" ہے جس کے ابتدائی معنی اور مفہوم "غفلت، غافل" واضح ہوئے ہیں۔ حیرت، متحیر ہونا، سرگرداں پھرنا (Perplexed,confused)۔ کسی چیز کا پوشیدہ اور غائب ہونا۔ مختلف چیزوں کا اس طرح مل جانا کہ پھر انہیں الگ الگ نہ کیا جا سکے

عدم احتیاط غفلت کی ابتدا ہے۔ خبردار کئے جانے پر حالت غفلت ٹوٹ جاتی ہے۔ دانستہ غفلت وہ ہے جب انسان خبردار کئے جانے کے باوجود محض ضد اور ہٹ دھرمی سے اپنے نکتہ نظر کے ساتھ بندھا رہے اور اسے گمراہی اور راہ سے بھٹکنا کہتے ہیں اور یہ مادہ ''ض ل ل'' کی منتہا ہے اور راہ ہدایت کی ضد۔ تصوراتی اور تخیلاتی باتوں کا تانا بانا اس قدر الجھ جاتا ہے کہ انہیں الگ کرنا مشکل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے اور نتیجہ التباس اور confusion کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا بلکہ گمراہی انسان کا اپنا دانستہ فعل و عمل ہے۔

أُوْلَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشۡتَرَوُاْ ٱلضَّلَـٰلَةَ بِٱلۡهُدَىٰ

''یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض خریدا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۶)۔

قرآنِ مجید میں ٱلضَّآلِّينَ کے بعد دوسرا لفظ ٱلضَّلَـٰلَةَ استعمال ہوا ہے۔ دونوں کا مادہ ''ض ل ل'' ہی ہے۔ قرآنِ مجید نے تو اپنی ابتدا ہی میں واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا بلکہ گمراہی انسان کا اپنا دانستہ فعل ہے۔ کسی شئے کو کسی دوسری شئے کے عوض خریدنا انسان کا اپنا دانستہ فعل و عمل ہے جس کیلئے دوسرے کو الزام نہیں دیا جا سکتا۔ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خریدی ہے؟

وَإِذَا لَقُواْ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوۡاْ إِلَىٰ شَيَـٰطِينِهِمۡ قَالُوٓاْ إِنَّا مَعَكُمۡ إِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُونَ ﴿١٤﴾ ٱللَّهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ وَيَمُدُّهُمۡ فِي طُغۡيَـٰنِهِمۡ يَعۡمَهُونَ ﴿١٥﴾

''اور جب ایمان والوں سے ملاقات ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ''ہم ایمان لے آئے ہیں''، اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ خلوت میں ہوتے ہیں تو (انہیں یقین دلانے کے لئے) کہتے ہیں ''ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں۔ ان کے ساتھ تو ہم ہنسی مذاق ہی کرتے ہیں''۔ مذاق تو اللہ ان کے ساتھ کر رہا ہے کہ اس نے انہیں ان کی سرکشی میں حیران و سرگرداں رہنے دیا ہے'' (البقرۃ۔۱۴۔۱۵)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ مجید کو طرح طرح کی مثالوں سے مزین فرمایا تا کہ لوگوں کو بات کھل کر سمجھ آ جائے لیکن منکرین اور منافقین کی نفسیات ہے کہ مثال سے بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ دونوں کے مابین مماثلت کے حوالے سے سوال اٹھاتے ہیں بلکہ دونوں سے صرف نظر کرتے ہوئے پوچھتے ہیں

وَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فَيَقُولُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَـٰذَا مَثَلٗاۘ

''اور جو انکار کرنے والے ہیں وہ کہتے ہیں ''اللہ کا ایسی مثال دینے میں ارادہ کیا ہے؟''

يُضِلُّ بِهِۦ كَثِيرٗا وَيَهۡدِي بِهِۦ كَثِيرٗاۚ

وہ اسی مثال سے بہتوں کو گمراہ رہنے دیتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخش دیتا ہے''

وَمَا يُضِلُّ بِهِۦٓ إِلَّا ٱلۡفَـٰسِقِينَ ٥

''اور اللہ تعالیٰ اس مثال سے گمراہ نہیں رہنے دیتا سوائے انہیں جو فاسقین ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۲۶)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی ابتدا ہی میں دوٹوک انداز میں واضح فرمایا ہے کہ وہ سوائے فاسقین کے کسی کو گمراہ نہیں رہنے دیتا۔

وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَـٰسِقِينَ ۝ 'اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا' (حوالہ المائدہ ۱۰۸، التوبہ ۲۴، ۸۰، الصف ۱۰۵)

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَـٰسِقِينَ ۝ ''بیشک اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا'' (حوالہ المنافقون ۔۶)

دانستہ گمراہی اختیار کرنے / خریدنے والے کو فاسق کہتے ہیں۔گمراہ کو ہدایت نہ دینے کا مفہوم یہی ہے کہ اسے گمراہ ہی رہنے دیا جائے۔

فاسقین میں کون کون شامل ہیں؟ إِنَّ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ هُمُ ٱلْفَـٰسِقُونَ ۝ ''یقیناً منافقین فاسق ہیں'' (حوالہ التوبہ ۔۶۷)۔

ہدایت اور گمراہی میں سے انتخاب انسان کا اپنا فعل اور سوچے سمجھے ارادے کا نتیجہ ہے

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْكِتَـٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا

''بے شک جو لوگ اسے چھپاتے ہیں جو اللہ نے کتاب میں سے نازل کیا ہے

اور اس کے عوض تھوڑا سا نفع (دنیاوی مفاد، نام، شہرت) حاصل کرتے ہیں'' (حوالہ البقرۃ ۔۱۷۴)

یہ وہ لوگ ہیں جو کتاب کی باتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں لیکن لوگوں سے دانستہ چھپاتے ہیں۔ان لوگوں کے متعلق بھی یہی فیصلہ سنایا

أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَـٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ

''یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے گمراہی کو رہنمائی کے عوض خریدا ہے'' (حوالہ البقرۃ ۔۱۷۵)

اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے۔

يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا۟

''اللہ لوگوں کو گمراہ ہونے سے بچانے کیلئے باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے''

دانستہ غفلت اور گمراہی اختیار کرنا انسان کے فیصلے اور ارادے کا نتیجہ ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو گمراہی میں مگن رہنے دیتا ہے۔

مَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَلَا هَادِىَ لَهُۥ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِى طُغْيَـٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝١٨٦ (الاعراف ۱۸۶)

''جسے اللہ گمراہ رہنے دے اس لئے اس کیلئے رہنما کوئی بھی نہیں ہوتا کیونکہ انہیں وہ ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیتا ہے''

فَنَذَرُ ٱلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا فِى طُغْيَـٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

'' مگر ہم ان لوگوں کو جو ہمیں ملنے کی توقع نہیں رکھتے ان کی سرکشی میں سرگرداں رہنے دیتے ہیں'' (حوالہ یونس ۔۱۱)

إِنَّ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْـَٔاخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَـٰلَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۝٤

''بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کیلئے ہم نے ان کے عمل خوشنما بنا دیئے ہیں سو وہ گم کردہ راہ پھرتے ہیں'' (النمل ۔۴)

آ قائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اس نکتے کو یوں سمجھایا

قُلْ مَن كَانَ فِي ٱلضَّلَٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ ٱلرَّحْمَٰنُ مَدًّا

''آپ (ﷺ) کہیں ''جو گمراہی میں مبتلا ہے اسے رحمٰن ڈھیل دیتا رہے گا'' (حوالہ سورۃ مریم۔۷۵)

آ قائے نامدار، خاتم النبیین رسول کریم ﷺ پر سلام ہو کہ ہمیں بات کی سمجھ آ گئی۔ یا رب! ہمیں جہالت اور گمراہی سے پناہ دے اور ان میں سے نہ کر جنہیں تو نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ اگر مروجہ تراجم کی وجہ سے کسی بھی ایسی بات کے متعلق ذہن میں کچھ ابہام پیدا ہو جائے جو آخری نتیجے اور انجام کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہو تو اس ابہام اور اشکال کو دور کرنے اور حقیقت کو جاننے کیلئے ایک طریقہ یہ ہے کہ دوزخ کے کنارے پر جا کر اندر جھانک کر دیکھ لیا جائے۔ ہمیں دوزخ سے بچنے کیلئے کہا گیا ہے اس لئے دوزخ سے بچنے کیلئے ہمیں دوزخیوں کی باتیں بھی غور سے سن لینا چاہئے۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ آخر ایک دن اس کے کنارے پر تو جانا ہی ہے (حوالہ مریم۔۷۱)۔ اس لئے کیوں نہ آج ہی ان دوزخیوں کی باتوں کو غور سے سن لیں:

قَالُوا۟ وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَٱللَّهِ إِن كُنَّا لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ أَضَلَّنَآ إِلَّا ٱلْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِن شَٰفِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾

''اس میں لڑتے جھگڑتے ہوئے انہوں نے کہا ''اللہ قسم! ہم تو صاف گمراہی میں تھے جب ہم تمہیں جہان کے آقا کے برابر کرتے تھے اور ہمیں کسی نے نہیں صرف مجرموں نے گمراہ کیا۔ اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں اور نہ کوئی گہرا دوست ہے۔

کاش! ہمیں دوبارہ موقع ملے تو ہم مومنوں میں ہو جائیں'' (الشعراء۔۹۶۔۱۰۰)

معاذ اللہ ہم یہ گمان بھی نہ کریں کہ ہم نے دوزخیوں کے باہمی جھگڑے کو نہیں سنا

إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ ٱلنَّارِ ﴿٦٤﴾

''دوزخ والوں کے یہ باہمی جھگڑے یقیناً سچ ہے'' (سورۃ صٓ۔۶۴)

اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ ہدایت اور گمراہی میں سے انتخاب انسان کا سوچا سمجھا، دانستہ ارادے کے تحت کیا گیا فعل و عمل ہے۔ یہ ابلیس ہے جو اپنی دانستہ گمراہی اور نافرمانی کیلئے اللہ تعالیٰ کو موردالزام ٹھہراتا ہے۔ کائنات، مادے اور حیات کی تخلیق کا مقصد جن وانس کی آزمائش ہے۔ اور آزمائش یہ ہے کہ ہدایت اور گمراہی میں سے کسے اختیار کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی ہر ایک موضوع پر وسعت بیان اس قدر ہے کہ اسے سمیٹ لینا ممکن نہیں۔ اس موضوع پر زیادہ تفصیل سے اس عنوان کے تحت میں نے مطالعہ کیا ہے'' تقدیر۔

حریت (Freedom,choice between options) اور استغناء (Independence) کے مابین فاصلے کا نام ہے''

ہم اس جستجو میں ہیں کہ ہدایت کیا ہے اور کہاں سے دستیاب ہے۔

هَٰذَا بَلَٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا۟ بِهِۦ (حوالہ ابراہیم۔۵۲)

''یہ (قرآنِ مجید) کفایت ہے (پہنچادینا، کافی ہے) لوگوں کیلئے، اور اس لئے ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے سے خبردار ہوجائیں''

آقائے نامدار ﷺ نے یوں واضح فرمایا ہے

وَأُوحِىَ إِلَىَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَ

(آپ ﷺ فرمائیں) ''اور یہ قرآنِ مجید میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمہیں خبردار کروں

اور انہیں بھی خبردار کروں جنہیں یہ قرآنِ مجید پہنچا'' (حوالہ الانعام۔۱۹)۔ بَلَغَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے اور معنی ''وہ پہنچا'' ہیں

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

''کیا ان لوگوں کیلئے کافی نہیں ہوا ہمارا آپ (ﷺ) پر قرآنِ مجید (الکتاب) نازل کرنا جو ان پر پڑھا جاتا ہے؟

إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے رحمت اور نصیحت ہے جو ایمان لاتے ہیں'' (العنکبوت۔۵۱)۔

اللہ تعالیٰ معجزات کے طلبگار لوگوں کیلئے قرآنِ مجید کو کافی قرار دیں تو کیا یہ عجیب وغریب بات نہیں ہوگی اگر اہل ایمان کو کوئی یہ بتائے کہ صرف کتاب (معاذ اللہ) کافی نہیں ہے؟

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلرَّسُولُ بِٱلْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَـَٔامِنُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ

''اے انسانو! تمہارے پاس رسولِ کریم (ﷺ) تمہارے رب کی جانب سے حق (قرآنِ مجید) لے کر آگئے ہیں۔

اس لئے ایمان لے آؤ اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے'' (حوالہ النساء۔۱۷۰)

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ

''آپ (ﷺ) فرمائیں ''اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے حق (قرآنِ مجید) آگیا ہے

فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِى لِنَفْسِهِۦ

اب جو راہ ہدایت پر چلا اپنے لئے چلے گا

وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا

اور جو غافل ہوا تو وہ اپنے خلاف ہی بھٹکے گا

وَمَآ أَنَاْ عَلَيۡكُم بِوَكِيلٍ٥

اور میں تمہارا کچھ ذمہ دار نہیں ''(سورۃ یونس۔۱۰۸)۔

''ٱلۡحَقُّ ''(مادہ ح ق ق) کے بنیادی معنی کسی چیز کا اسطرح موجود، واقع اور ثابت ہو جانا ہے کہ اس کے واقع ہونے یا ثابت ہونے سے انکار نہ کیا جا سکے۔ یعنی کسی چیز کا ٹھوس واقعہ یا حقیقت بن کر سامنے آ جانا یا پائے ثبوت کو پہنچ جانا۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنوں میں صحیح ہونا اور استحکام وثبات دونوں شامل ہیں۔ بات کو بِٱلۡحَقِّ بیان کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ بغیر کسی گمان، ظن، جھوٹ اور کھوٹ کی ملاوٹ کے حقیقت کو بے کم و کاست بتانا۔ بِٱلۡحَقِّ بیان میں دوٹوک حقیقت بیان ہوتی ہے اس لئے جھگڑے اور اختلاف میں یہ قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ٱلۡحَقُّ ایک حقیقت ہے اور حقیقت کو زمان و مکاں میں مٹایا اور فنا نہیں کیا جا سکتا۔ ٱلۡحَقُّ کو دوام اور ثبات ہے۔ لیکن انسان حقیقت کی تلبیس کر سکتا ہے اور دوسروں سے اسے چھپا بھی سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا
وَلَا تَلۡبِسُواْ ٱلۡحَقَّ بِٱلۡبَٰطِلِ ''اور حقیقت کو باطل کے ساتھ ''لبس'' نہ کرو''۔ تَلۡبِسُواْ کا مادہ ''ل ب س'' ہے اور اس کے اصلی معنی چھپانے کے ہیں۔ لباس جسم کو ڈھانپتا اور چھپاتا ہے۔ اور انہی معنوں سے خلط ملط کر دینے اور مشتبہ بنا دینے کا مفہوم بن گیا

آقائے نامدار ﷺ سے قبل مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کو مبعوث فرمایا گیا وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ ''اور ان تمام کے ساتھ کتاب نازل فرمائی''۔ اور یہ بھی بتایا لِكُلِّ أَجَلٖ كِتَابٞ ''ہر دور (مقررہ مدت، اجل) کیلئے کتاب ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۸)۔ اور فرمایا يَمۡحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثۡبِتُۖ ''اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے وَعِندَهُۥٓ أُمُّ ٱلۡكِتَٰبِ ٥ اور ام الکتاب اس کی جانب سے ہے (اس کے پاس ہے)'' (الرعد۔۳۹)
اور کتاب مبین کے متعلق فرمایا: إِنَّا جَعَلۡنَٰهُ قُرۡءَٰنًا عَرَبِيّٗا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ ۝٣ ''ہم نے اسے (کتابِ مبین) عربی قرآن (مجید) بنایا ہے تاکہ تم عقل و فکر سے کام لو وَإِنَّهُۥ فِيٓ أُمِّ ٱلۡكِتَٰبِ اور بیشک وہ (قرآنِ مجید) ام الکتاب میں ہے'' (حوالہ الزخرف۔۳،۴)۔

اللہ رب العزت کا ہمارے متعلق یہ کہنا سچ ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّن رُّسُلِهِۦۚ ہم رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے (حوالہ البقرۃ۔۱۸۵)۔ اور ہم لوگوں کو بتاتے بھی ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّنۡهُمۡ ''ہم ان میں

سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۳۶،آلِ عمران۔۸۴)۔ ہمارا ان سب پر ایمان ہے جن کے اسمائے گرامی ہم جانتے ہیں اور جن کے اسمائے گرامی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہیں بتائے۔ان سب کو عقیدت وادب سے ہماری جھکی نگاہوں کے ساتھ سلام ہو۔لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا فرمان ہے فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ''جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے (بعض باتوں اور معاملات) میں فضیلت دی'' (حوالہ البقرۃ ۲۵۳) وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ''اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے'' (حوالہ الاسراء۔۵۵) آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ سے قبل جتنے بھی رسول بھیجے گئے بستیوں اور قوموں کی طرف بھیجے گئے۔وہ زمان ومکان کے حوالے سے پہچانے گئے لیکن سلام ہو ہمارے آقا پر جن کی ذات اقدس کو زمان ومکان میں محدود نہیں کیا گیا لامحدود کر دیا گیا۔وہ زمان ومکان سے نہیں زمان ومکاں ان سے ہے۔آپ ﷺ کی انفرادیت اور فضیلت یہ ہے

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾

''اور ہم نے آپ (ﷺ) کو نہیں بھیجا مگر تمام عالمین کیلئے رحمت''۔

آقائے نامدار ﷺ کی انفرادیت اور فضیلت یہ ہے کہ آپ کو سِرَاجًا مُّنِيرًا کے طور پر بھیجا ہے (حوالہ الاحزاب۔۴۶)۔اور آپ ﷺ کی کائنات اور عالمین میں سب سے منفرد اور ممتاز حیثیت یہ ہے کہ آپ مَقَامًا مَّحْمُودًا پر فائز ہیں (حوالہ الاسراء۔۷۹)۔

میرے آقا، آقائے نامدار رحمت للعالمین پر درود وسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام۔آپ ﷺ کی ایک انفرادیت یہ ہے

رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ

''(محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں'' (حوالہ الاحزاب۔۴۰) خاتم النبیین کی انفرادیت، فضیلت اور معنی ومفہوم یہ ہے

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

''اور (رسول کریم) ہم نے آپ (ﷺ) کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا'' (حوالہ سباء۔۲۸)

اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول اپنے اپنے زمان اور مکان اور کتاب کے ذریعے بعد کی نسلوں کیلئے مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ تھے۔

زمان سرچشمہ ہدایت اور خبردار کرنے والے سے کبھی خالی نہیں رہا۔ارشاد فرمایا

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾

''ہم نے آپ (ﷺ) کو حق (قرآنِ مجید) کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔
اور کوئی نسل، قوم ایسی نہیں جس میں کوئی خبردار کرنے والا نہ گزرا ہو'' (فاطر۔۲۴)

آقائے نامدار رسول کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔یعنی اب كَآفَّةً لِّلنَّاسِ تمام کے تمام انسانوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والے ہیں۔نبی اور رسول مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ہوتے ہیں۔ آپ آقائے نامدار ﷺ جب تمام کے تمام انسانوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والے ہیں تو آپ ﷺ کی ''موجودگی''میں اب کوئی نبی اور رسول نہیں ہوسکتا کہ اپنی جانب سے یا رسولِ کریم ﷺ کی جانب سے لوگوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے کا فرض ادا کرے۔ اور اللہ رب العزت نے آقائے نامدار ﷺ کی زبان مبارک سے تمام انسانوں کو یہ بات کہلوا بھی دی وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (آپ ﷺ فرمائیں)''اور یہ قرآنِ مجید میری طرف وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعے میں تمہیں خبردار کروں اور انہیں بھی خبردار کروں جنہیں یہ قرآنِ مجید پہنچا''(حوالہ الانعام ۔ ۱۹)۔ آپ آقائے نامدار ﷺ تمام انسانوں کو خبردار کرنے والے رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ''(محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں'' اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآنِ مجید کے ذریعے خبردار فرماتے ہیں اس لئے آقائے نامدار ﷺ کی طرح قرآنِ مجید کو بھی دوام اور ثبات ہونا چاہئے کیونکہ یہی ہدایت ہے

لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ

''ہر دور (اجل) کیلئے کتاب ہے''(حوالہ الرعد۔۳۸)۔

يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ

''اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے''۔

جس کتاب کو ثبات، دوام عطا فرمایا وہ قرآنِ مجید ہے جو میرے اور آپ کے آقا، آقائے نامدار ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔

''ہدایت'' ظُلُمٰتِ یعنی اندھیروں سے نکل کر منزل پر پہنچانے والے راستے تک پہنچنے کا نام ہے اور ''ہدایت'' کیلئے زمان ومکان میں ایک روشن، واضح، ثبات کے حامل ذریعے، واسطے کی ضرورت ہے۔

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ

''اور یہ (قرآنِ مجید) کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے''(حوالہ الانعام۔۹۲۔۱۵۵)۔

وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ

''اور یہ ''ذکر'' (قرآنِ مجید) ہم نے نازل کیا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے''(حوالہ الانبیاء۔۵۰)۔

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ

''کتاب جو ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمائی ہے اسے ثبات اور دوام ہے''(حوالہ سورۃ ص۔۲۹)۔

ان چار میں سے ایک مقام پر آپ ﷺ پر نازل کردہ کتاب قرآنِ مجید کو ''ذکر'' قرار دیا ہے (الاعراف کی آیت ۶۳ میں بھی قرآنِ مجید کو ''ذکر'' کہا گیا ہے)۔اور نازل کردہ ذکر، کتاب کو مُبَارَكٌ کہا ہے۔عربی لفظ مُبَارَكٌ کا مادہ ''ب ر ک'' ہے اور اصل معنی اس ثبات کے ہیں جس کے ساتھ نمو بھی شامل ہو۔یعنی ایک چیز اپنے مقام پر مستحکم بھی ہو اور اسکے ساتھ ساتھ بڑھ بھی رہی ہو۔لہٰذا اس میں استحکام اور کثرت، ثبات اور نشو ونما دونوں شامل ہوتے ہیں۔نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ جن الفاظ میں باء اور راء اکٹھے آئیں ان میں ''ظاہر ہونے'' کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔نشو ونما کے معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ مضمر صلاحیتیں نمودار ہو کر سامنے آ جائیں۔لہٰذا مُبَارَكٌ میں ثبات، استحکام، کثرت، نشو ونما اور ظہور ونمود کے تمام پہلو سمٹے ہیں۔ابن فارس نے بھی اس کے معنی ثبات اور نشو ونما لکھے ہیں۔

علم وحقیقت اور ہدایت کو لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ کتاب ہے۔ کتاب کے مقصد کے حصول کی کامیابی کا دارومدار اس کی زمان ومکاں میں پہنچ (portability) اور حفاظت ودوام (permanence) پر منحصر ہے۔اور کتاب مُبَارَكٌ یعنی ثبات اور دوام کی حامل قرار پانے کی اس وقت مستحق ہے جب گردش پذیر زمان ومکاں کے تمام مکینوں تک اصل حالت میں پہنچ سکے۔اور کتاب اصل حالت میں زمان ومکان کے مکینوں تک صرف اس صورت میں پہنچ سکتی ہے کہ اس کے قرطاس پر تحریر کیا ہوا کلام زمان کی گزرگاہ میں محفوظ رہے کیونکہ کاغذ اور گتے کو دوام حاصل نہیں۔اور کتاب میں تحریر کئے اپنے کلام کی حفاظت صرف وہ کر سکتا ہے جو زمان اور ہر مکان میں ہر لمحہ موجود ہو۔ سوال یہ ہے کہ کیا کوئی ایسی شخصیت اپنے کلام یا تحریر کو زمان ومکاں کیلئے لاریب قرار دے سکتی ہے جو خود زندہ نہ رہ سکے؟ کیا ہزار سال قبل کی کوئی ہستی یہ ذمہ بھی لے سکتی تھی کہ اس کی کتاب اس کی زندگی کے ہزار سال بعد بھی بلاتحریف انسان تک پہنچ جائے گی؟ زمان کے کسی سائنسدان، مفکر، عالم، محقق، صوفی، ولی، محدث، امام، مجدد، مفسر کی تحریر میں اس بات کی ضمانت نہیں ملتی۔ان میں سے کسی نے اپنی بات کو حرف آخر کہنے کی جرأت نہیں کی کیونکہ رسولوں کے علاوہ اللہ کا کوئی بندہ کسی بھی بات کیلئے انسانوں کیلئے حجت اور حرف آخر کا درجہ نہیں رکھتا اور اس کی دوسری وجہ یہ فرمان ہے وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ ''اور ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے'' (حوالہ یوسف۔۷۶)۔ آقائے نامدار ﷺ کے قرآنِ مجید میں فرمان کے بموجب نازل کردہ کتاب سے باہر کی کوئی بھی بات سچائی کے درجے پر فائز نہیں ہوتی اگر اس کیلئے آثار علم میں بھی ثبوت موجود نہ ہو۔

ایک مصنف اپنے زمان اور مکاں کے لوگوں کے سامنے اپنی بات اور کلام کو حرف آخر قرار نہیں دیتا تو کیا اس کے بعد کے زمان کے لوگ اپنے دور اور آئندہ کے زمان کیلئے ماضی کے اس مصنف کی بات کو حرف آخر قرار دینے کا اختیار اور سند کہیں سے حاصل کر سکتے تھے؟

كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ مُبٰرَكٌ

''کتاب جو ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمائی ہے اسے ثبات اور دوام ہے'' (حوالہ سورۃ ص۔۲۹)۔

آپ ﷺ سے قبل بھی زمان ومکان میں خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والے آئے تھے وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ اور ان تمام (مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ) کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی"، تھی جن کی تصدیق آپ ﷺ اور قرآنِ مجید نے فرمائی لیکن انہیں زمان میں ثبات اور دوام کیوں نہیں عطا فرمایا؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ان مختص بندوں میں کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے رَحۡمَةً لِّلۡعَٰلَمِينَ اور خاتم النبیین ہونے کی فضیلت عطا نہیں فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ کسے ثبات اور دوام دے يَمۡحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثۡبِتُ "اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے"۔ رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ "(محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"۔ آقائے نامدار ﷺ روزِ آخر تک قرآنِ مجید کے ذریعے لوگوں کو خبردار فرمانے والے ہیں اور قرآنِ مجید کو ثبات و دوام ہے۔ اور اس ثبات کا ضامن کون ہے؟

إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿٩﴾

"ہم نے اس ذکر (قرآنِ مجید) کو نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں" (الحجر۔۹)

اور زمان کی گزرگاہ میں اس کی ضمانت قابل بھروسہ ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہے اور مرے گا نہیں

وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡحَيِّ ٱلَّذِي لَا يَمُوتُ

"اور اس زندہ پر بھروسہ کر جو مرے گا نہیں" (حوالہ الفرقان۔۵۸) سبحان اللہ! اللہ اکبر! اللہ اکبر!

اگر انسان صحرا اور سمندر میں راستہ کھو دیں تو "ہدایت"، راستے کا فیصلہ قطب ستارا کرتا ہے اور ہدایت یعنی راستہ پانے کی نعمت صرف اسے مل سکتی ہے جو اسے ھادی، رہنما مان لے۔ اور جو اسے نہیں مانے گا اور اپنے ہی تخیل کی سمت پر اصرار کرے گا تو صحرا اور سمندر کی وسعتوں میں بھٹکتے رہنے سے کیا کوئی اسے بچا سکتا ہے؟ عجب ہے کہ یہ بات ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ شاید تخیل اور پراسراریت کا نشہ ہماری رگوں میں بہت گہرائی میں اتار دیا گیا ہے جس نے ذہن وقلب پر جمود طاری کر دیا۔ آقائے نامدار ﷺ کا قول مبارک سنتے ہیں

قُلۡ إِن ضَلَلۡتُ فَإِنَّمَآ أَضِلُّ عَلَىٰ نَفۡسِيۖ وَإِنِ ٱهۡتَدَيۡتُ فَبِمَا يُوحِيٓ إِلَيَّ رَبِّيٓۚ

"آپ (ﷺ) کہیں "اگر (معاذ اللہ) میں بھٹکا ہوا ہوں تو میں اپنے خلاف ہی بھٹکا ہوں۔

اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس سبب سے ہوں جو میرے رب نے میری طرف وحی (قرآنِ مجید) کیا ہے" (حوالہ سباء۔۵۰)

آقائے نامدار ﷺ کے علاوہ مشہور ومعروف ہستیوں کے اقوال بھی بھلے ہم سنتے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو کبھی نہ بھولیں

وَلَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَهُمُ ٱلۡقَوۡلَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾

"اور ہم نے اپنا قول انہیں پہنچا دیا ہے تا کہ وہ (یاد رکھیں) نصیحت حاصل کریں" (القصص۔۵۱)